Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 64

شمارہ 16

ہفت روزہ

قادیان

بدر

BADR

The weekly

Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر
امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

26 / جمادی الثانی 1436 ہجری قمری ☆ 16 / شہادت 1394 ہش ☆ 16 / اپریل 2015ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدۡ اِمَامَنَا بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ وَبَارِکۡ لَنَا فِیۡ عُمُرِہٖ وَاَمۡرِہٖ۔

مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ جس کسی کے کان سُننے کے ہوں سُنے

میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اُترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔ جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کریگا بلکہ کر رہا ہے

(ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

یہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ ظاہر پرستی اور روح اور حقیقت سے دُوری اور دیانت اور امانت سے محرومی اور سچائی اور اخلاقی پاکیزگی سے مہجوری اور لالچ اور بُخل اور حُبِّ دنیا سے معموری اس زمانہ میں عام طور پر ایسی ہی پھیل گئی ہے کہ جیسے حضرت مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ پس جیسے یہودی لوگ اُس زمانہ میں بکلّی حقیقی نیکی سے بے خبر ہو گئے تھے۔ صرف رسوم اور عادات کو نیکی سمجھتے تھے اور علاوہ اس کے دیانت اور امانت اور اندرونی صفائی اور عدالت اُن میں سے بالکل اٹھ گئی تھی۔ سچی ہمدردی اور سچے رحم کا نام ونشان نہیں رہا تھا اور انواع واقسام کی مخلوق پرستی نے معبود حقیقی کی جگہ لے لی تھی۔ ایسا ہی اس زمانہ میں یہ تمام بلائیں ظہور میں آ گئی ہیں۔ حلال چیزوں کو شکر اور مشکورانہ فروتنی کے ساتھ استعمال نہیں کیا جاتا۔ حرام کے ارتکاب سے کوئی کراہت اور نفرت باقی نہیں رہی خدا تعالیٰ کے بزرگ حکم تاویلوں کے ساتھ ٹال دیئے جاتے ہیں۔ ہمارے اکثر علماء بھی اُس وقت کے فقیہوں اور فریسیوں سے کم نہیں۔ مچھر چھانتے اور اونٹ کو نگل جاتے ہیں۔ آسمان کی بادشاہت لوگوں کے آگے بند کرتے ہیں نہ تو آپ اس میں جاتے ہیں اور نہ جانے والوں کو جانے دیتے ہیں۔ لمبی چوڑی نمازیں پڑھتے ہیں مگر دِل میں اُس معبود حقیقی کی محبت اور عظمت نہیں۔ منبروں پر بیٹھ کر بڑی رقّت آمیز وعظ کرتے ہیں مگر اُن کے اندرونی کام اَور ہی ہیں۔ عجیب ہیں اُن کی آنکھیں کہ باوجود اُن کے دلوں کی سرکشی اور مفسدانہ ارادوں کے رونے کا بہت ملکہ رکھتی ہیں۔ اور عجیب ہیں انکی زبانیں کہ باوجود سخت بیگانہ ہونے دلوں کے آشنائی کا دم بھرتی ہیں۔ اسی طرح یہودیت کی خصلتیں ہر طرف پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں۔ تقویٰ اور خداترسی میں بڑا فرق آ گیا ہے۔ ایمانی کمزوری نے الٰہی محبت کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ دنیا کی محبت میں لوگ دبے جاتے ہیں اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ حضرت عالی سیّدنا ومولانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور پیشگوئی فرما چکے ہیں کہ ”اس اُمّت پر ایک زمانہ آنیوالا ہے جس میں وہ یہودیوں سے سخت درجہ کی مشابہت پیدا کریگی اور وہ سارے کام کر دکھائے گی جو یہودی کر چکے ہیں یہاں تک کہ اگر یہودی چوہے کے سوراخ میں داخل ہوئے ہیں تو وہ بھی داخل ہوگی۔ تب فارس کی اصل میں سے ایک ایمان کی تعلیم دینے والا پیدا ہوگا۔ اگر ایمان ثریّا میں معلّق ہوتا تو وہ اُسے اُس جگہ سے بھی پالیتا“۔ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جس کی حقیقت الہامِ الٰہی نے اس عاجز پر کھول دی اور تصریح سے اسکی کیفیت ظاہر کر دی اور مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے کھول دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم بھی درحقیقت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں جبکہ یہودیوں کی ایمانی حالت نہایت کمزور ہو گئی تھی اور وہ بوجہ کمزوری ایمان کے اُن تمام خرابیوں میں پھنس گئے تھے جو درحقیقت بے ایمانی کی شاخیں ہیں۔ پس جبکہ اس اُمت کو بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے عہد پر چودہ سو برس کے قریب مدّت گزری تو وہی آفات اِن میں بھی بکثرت پیدا ہوگئیں جو یہودیوں میں پیدا ہوئی تھیں تا وہ پیشگوئی پوری ہو جو اُن کے حق میں کی گئی تھی۔ پس خدا تعالیٰ نے اِن کے لئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیج دیا۔ مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ جس کسی کے کان سُننے کے ہوں سُنے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور لوگوں کی نظروں میں عجیب۔ اور اگر کوئی اس امر کی تکذیب کرے تو پہلے راستبازوں کی بھی تکذیب ہو چکی ہے۔ یوحنا یعنی یحییٰ کو جو زکریا کا بیٹا تھا یہودیوں نے ہرگز قبول نہیں کیا حالانکہ مسیح نے اس کے بارے میں شہادت دی کہ یہ وہی ہے جو آسمان پر اُٹھایا گیا تھا جس کے پھر آسمان سے اُترنے کا پاک نوشتوں میں وعدہ تھا۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ استعاروں سے کام لیتا ہے اور طبع اور خاصیّت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے۔ جو ابراہیم کے دل کے موافق دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ابراہیم ہے اور جو عمر فاروق کا دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک عمر فاروق ہے۔ کیا تم یہ حدیث پڑھتے نہیں کہ اگر اس اُمت میں بھی محدَّث ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے تو وہ عمر ہے۔ اب کیا اِس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ محدثیّت حضرت عمر پر ختم ہو گئی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمر کی روحانی حالت کے موافق ہو گئی وہی ضرورت کے وقت پر محدّث ہوگا۔ چنانچہ اس عاجز کو بھی ایک مرتبہ اِس بارے میں الہام ہوا تھا فِیۡکَ مَادَّۃٌ فَارُوۡقِیَّۃٌ۔ سو اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں بہ بسط تمام مندرج ہے حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اُترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔ جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کریگا بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چُپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور اُنکے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں شاید کوئی بے خبر اس حیرت میں پڑے کہ فرشتوں کا اُترنا کیا معنی رکھتا ہے۔ سو واضح ہو کہ عادت اللہ اِس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا محدّث اصلاح خلق اللہ کے لئے آسمان سے اُترتا ہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اس کے ہمرکاب ایسے فرشتے اُترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور برابر اُترتے رہتے ہیں جب تک کفر وضلالت کی ظلمت دُور ہو کر ایمان اور راستبازی کی صبح صادق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡھَا بِاِذۡنِ رَبِّھِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ ھِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۝ (سورۃ القدر) (فتح اسلام، حاشیہ صفحہ نمبر ۸ تا ۱۲)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

”قادر خدا کو مان کر مومن کبھی غمگین نہیں ہوتا“

خودکشی بزدلی کی علامت ہے۔ دُنیا میں بڑی تعداد میں خودکشی ہوتی ہے۔ اس سے ہمارا وطن بھارت بھی اچھوتا نہیں۔ آئے دن خودکشیوں کی خبریں سننے اور پڑھنے میں آتی رہتی ہیں۔ ابھی شمالی بھارت کے صوبوں میں بارش وژالہ باری کی وجہ سے فصلوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچنے پر کسانوں کی پے در پے خودکشیوں اور صدمہ سے موت کی خبریں آنے لگیں۔

اگر صرف کسانوں کی بات کی جائے تو ایک سرکاری رپورٹ کے مطابق سال 2012 میں تیرہ ہزار سات سو چوّن اور سال 2013 میں گیارہ ہزار سات سو بہتّر کسانوں نے خودکشی کی۔ ایک رپورٹ کے مطابق ہر سال تقریباً پندرہ ہزار کسان خودکشی کرتے ہیں۔ گویا ہر ماہ ایک ہزار سے زیادہ اور ہر روز چالیس سے زیادہ کسان خود کو ہلاک کر کے موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ اس بارہ میں حکومت کی طرف سے یقیناً ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے تاکہ اس صورتحال کو ختم کیا جاسکے اور جو بھی فلاحی اور رفاہی اسکیمیں غریب کسانوں اور مزدوروں کیلئے ہیں ان تک ان اسکیموں کا فائدہ پہنچایا جانا یقینی بنائے جانے کی ضرورت ہے۔ حالیہ بارش وژالہ باری سے فصلوں کو ہوئے نقصان پر حکومت نے معاوضے کا اعلان کیا ہے۔ اللہ کرے کہ ہمارے غریب کسانوں تک معاوضہ پہنچے اور وقت پر پہنچے تاکہ اُن کے دُکھوں کا کسی قدر مداوا ہوسکے۔

دُنیا میں خودکشی کا رجحان دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔ خودکشی کرنے والا انتہائی مایوسی اور نا اُمیدی کا شکار ہوتا ہے۔ مشکلات سے نکلنے کا اُسے ایک ہی راستہ سوجھتا ہے کہ خود کو موت کی نیند سُلا دے۔ ہر طبقہ اور عمر کے لوگ خودکشی جیسے انتہائی بزدلانہ اور ناپسندیدہ فعل کا شکار ہورہے ہیں۔ ان میں غریب بھی ہیں امیر بھی ہیں۔ افسر بھی ہیں اور ماتحت بھی ہیں۔ پڑھے لکھے سمجھدار اور عقلمند بھی ہیں اور اَن پڑھ بھی۔ عورتیں بھی اور مرد بھی۔ نوجوان بھی ہیں اور بوڑھے بھی۔ غربت وافلاس، قرض کا بوجھ، گھریلو تنازعہ، مقصد میں ناکامی، ظلم وزیادتی، مالی نقصان اور ڈپریشن وغیرہ اس کی وجہ بنتے ہیں۔ بعض اسے فن کے طور پر اور حصول شہرت کیلئے اپناتے ہیں۔

24 مارچ بروز منگل جرمنی کی نجی فضائی کمپنی ”جرمن ونگز“ کا ایک مسافر طیارہ بارسلونا (سپین) سے جرمنی کے شہر ’ڈسلڈورف‘ جارہا تھا کہ فرانس کے جنوبی حصے میں واقع پہاڑی سلسلے میں گر کر تباہ ہوگیا۔ سولہ اسکولی طلبہ اور چھ عملہ سمیت ایک سو پچاس افراد لقمہ اجل بن گئے۔ تفتیش پر پتہ چلا کہ معاون پائلٹ ”اینڈرسن لوبٹس“ نے جان بوجھ کر جہاز کریش کیا۔ 26 سالہ فلائٹ اٹنڈنٹ ’ماریہ‘ جو پہلے اینڈرسن کی دوست رہ چکی ہے، نے جرمنی کے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ”حادثے کی خبر ملتے ہی اسے ایک سال پرانی بات یاد آگئی جب لوبٹس نے کہا تھا کہ میں ایک دن کچھ ایسا کروں گا جس سے ہر کوئی میرا نام یاد رکھے گا۔“ وہ کہتا تھا ”ایک دن دنیا میں ہر کوئی اس کا نام جان جائے گا۔“

عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو۔ایچ۔او) کا کہنا ہے کہ دنیا میں ہر 40 سیکنڈ میں ایک شخص خودکشی کر رہا ہے اور یہ تعداد کسی بھی جنگ یا قدرتی آفت میں مرنے والوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے۔ ہر سال 15 لاکھ افراد کی اموات ہوتی ہیں جن میں آٹھ لاکھ افراد خودکشی سے مرتے ہیں۔ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ خودکشی کے باعث مرنے والوں کی زیادہ تعداد کا تعلق وسطی اور مشرقی یورپ اور ایشیا سے ہے جن میں سے 25 فیصد خودکشی کرنے والوں کا تعلق امیر ملکوں سے ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق خواتین کے مقابلوں میں خودکشی کرنے والے مردوں کی تعداد دگنی ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ دنیا بھر میں خودکشی کرنے والے زیادہ تر افراد کی عمر 70 سال یا اس سے زائد ہوتی ہے تاہم کچھ ملکوں میں نوجوانوں میں بھی اپنی جان لینے کا رجحان دیکھا گیا۔ دنیا بھر میں 15 سے 29 سال کے درمیان مرنے والوں کی دوسری بڑی وجہ خودکشی ہے۔ رپورٹ کے مصنفین میں سے ایک ’الیگزینڈر فلیش مین‘ نے کہا کہ خودکشی کے بڑھتے رجحان کے کسی حد تک ذمے دار وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے خودکشی کی تشہیر کی۔ اس کی مثال دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ : آسکر ایوارڈ یافتہ اداکار ’رابن ولیمز‘ ڈپریشن کے مریض تھے اور وہ یکم اگست کو اپنے گھر میں مردہ پائے گئے تھے جس کو میڈیا نے بہت زیادہ کوریج دی تھی۔ خودکشیوں کے خاتمے کی عالمی تنظیم کی صدر ایلا ایرنسمین نے بتایا کہ ’رابن ولیمز‘ کی خبر منظر عام پر آنے کے بعد انہیں خودکشی کے بحران سے نکلنے والے پانچ افراد کی ای میلز موصول ہوئیں جس میں لکھا تھا کہ وہ خودکشی کے بارے میں دوبارہ سے غور کرنے لگے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ اس طرح کی خبروں کا عام آدمی پر بہت اثر ہوتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق 2012 میں زیادہ آمدنی والے ملکوں میں خودکشی کی شرح زیادہ رہی جہاں ایک لاکھ میں سے 7.12 لوگوں نے خودکشی کی جبکہ اس کی نسبت درمیانے اور کم درجے کے ملکوں میں یہ شرح 2.11 رہی۔

اسلام نے خودکشی کو حرام قرار دیا ہے۔ زندگی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک عظیم نعمت ہے جس کا مقصد اللہ کے حقوق کی ادائیگی اور مخلوق خدا کے ساتھ بھلائی کرنا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی حفاظت کا حکم فرمایا ہے۔ خودکشی کرنے والوں کے تئیں اس نے جہنم کی وعید سنائی ہے۔ فرماتا ہے :

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ○ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○ (النسآء: ۳۰،۳۱)

ترجمہ :: اور تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقیناً اللہ تم پر بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور جو حد سے تجاوز کرتے ہوئے اور ظلم کرتے ہوئے ایسا کرے تو ہم اُسے عنقریب ایک آگ میں ڈالیں گے اور یہ بات اللہ پر آسان ہے۔

قرآن مجید کے احکامات کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کو سخت ناپسند فرمایا اور اس کی سزا جہنم بتائی۔ آپؐ فرماتے ہیں :

مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، يَتَرَدّٰى فِيْهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا۔ وَمَنْ تَحَسّٰى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا۔ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ، فَحَدِيْدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے خود کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کیا تو وہ دوزخ میں جائے گا، ہمیشہ اس میں گرتا رہے گا اور ہمیشہ وہیں رہے گا۔ اور جس شخص نے زہر کھا کر اپنے آپ کو ختم کیا تو وہ زہر دوزخ میں بھی اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ دوزخ میں کھاتا ہوگا اور ہمیشہ وہیں رہے گا۔ اور جس شخص نے اپنے آپ کو لوہے کے ہتھیار سے قتل کیا تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا اور ہمیشہ وہیں رہے گا۔“

(بخاری کتاب الطب، باب شرب السم والدواء بہ)

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ، فَجَزِعَ فَاَخَذَ سِكِّيْنًا، فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَا رَقَاَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔

یعنی گزشتہ زمانہ کی بات ہے کہ ایک آدمی زخمی ہوگیا اُس نے بے صبری کی اور چھری سے اپنا زخمی ہاتھ کاٹ ڈالا جس سے اس کا اتنا خون بہا کہ وہ مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے اپنے نفس کے متعلق مجھ سے جلدی کی لہٰذا میں نے اس پر جنت حرام کردی۔

(بخاری، کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اِسرائیل۔ مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم قتل الانسان نفسہٗ)

خودکشی کی بڑی وجہ حد درجہ مایوسی اور انتہائی نا اُمیدی ہے۔ خدا سے تعلق رکھنے والا کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّهٗ لَا يَايْــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ مومن مصائب ومشکلات میں صبر اور دُعا سے کام لیکر اپنے ایمان کو مضبوط کرتا اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب کا مزہ اُٹھاتا ہے۔ بڑی سے بڑی مصیبت کے وقت بھی اُسے حوصلہ ہوتا ہے۔ مثل مشہور ہے خدا داری چہ غم داری۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

”اگر انسان کا وجود اللہ تعالیٰ کے بغیر ہوتا تو کچھ شک نہیں بڑی مصیبت ہوتی، مگر اب تو ذرّہ ذرّہ کی حفاظت وہ ایک ذات کر رہی ہے پھر کس بات کا غم اور خوف ہے۔ اس کی قدرتیں عجیب ہیں اور اس کے تصرفات بے نظیر۔ قادر خدا کو مان کر مومن کبھی غمگین نہیں ہوتا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے اسی میں خیر وبرکت ہوتی ہے۔ مومن اور غیر مومن میں ایمان ہی کا تو فرق ہے۔ دہریہ مزاج اور اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لانے والے کی زندگی اس وقت تک عمدہ اور بے خوف وخطر ہوتی ہے جبتک اس پر مصائب اور مشکلات کا حملہ نہیں ہوتا۔ لیکن جب خفیف سی مشکلات بھی آ خر ظاہر ہوتی ہیں تو اس کی عقل ماردیتی ہیں اور وہ ان کی برداشت نہیں کرسکتا۔ اس کی امید اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہی نہیں اور اسباب اُسے مایوس کر دیتے ہیں۔ ایسے حالات میں ذرا ذرا سی بات خلاف مزاج پیش آ جانے پر بعض اوقات یہ لوگ خودکشیاں کر لیتے ہیں۔ یورپ میں جہاں دہریوں کی کثرت ہے وہاں اس قدر خودکشیاں ہوتی ہیں کہ کسی اور ملک میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ غم اور مصائب کی برداشت نہیں کرسکتے۔ ان کے دل کمزور ہوجاتے ہیں۔ لیکن برخلاف اس کے مومن قوی دل ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اس کا بھروسہ خدا تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ اس پر اگر مصائب آئیں تو وہ اس کو پست ہمت نہیں بناتیں بلکہ وہ مصائب میں اور بھی قدم آگے بڑھاتا ہے۔ اس کا ایمان پہلے سے اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور سچ پوچھو تو ایمان کا مزہ اور لذت انہیں دنوں میں آتی ہے اور ایمان انہیں ایام کے لیے ہوتا ہے۔ صحت کی حالت میں جبکہ نہ کوئی مالی غم ہو نہ جانی بلکہ ہر قسم کی آسائش اور امن ہو اس وقت کافر اور غیر کافر کی حالت یکساں ہوسکتی ہے لیکن مصیبت اور بیماری اور دوسری مشکلات میں ان باتوں کا امتحان ہوجاتا ہے اور ثابت ہوجاتا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ سے قوی تعلق رکھتا ہے اور اس کی قدرتوں پر ایمان لاتا ہے اور کون اس کا شکوہ کرتا ہے اور اس سے ناراض ہوتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۹۱)

دنیا کے حالات جس طرح بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں، انسان جس طرح اسباب اور دنیا کیلئے مر رہا ہے ایسے میں خودکشی کی شرح میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ انسان اپنے خالق ومالک کو پہچانے جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے۔“

(منصور احمد مسرور)

خطبہ جمعہ

تین چار سال پہلے میں نے جماعتوں کو کہا تھا کہ ورقہ دو ورقہ بنا کر تبلیغ کا کام کریں اور اس کا ٹارگٹ بھی دیا تھا کہ لاکھوں کی تعداد میں ہونا چاہئے جس سے اسلام کی خوبصورت تعلیم کا بھی دنیا کو پتا لگے۔ دنیا کو یہ پیغام ملے کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے۔ دنیا کو پیغام ملے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیج کر پھر سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ فرمائی ہے اور حقیقی تعلیم کو جاری فرمایا ہے۔ یہ دنیا کو پتا لگے کہ اب بھی خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو شیطان سے بچانے کے لئے اپنے فرستادوں کو بھیجتا ہے۔ بہر حال جن جماعتوں نے اس سلسلے میں کام کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے مثبت نتائج وہاں نکلے ہیں

پس اس کے لئے ایک کے بعد دوسرا دو ورقہ شائع ہوتے رہنا چاہئے اور اس کو تقسیم کرتے چلے جانا چاہئے

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں سینکڑوں سکول اور کالج جماعت کے چل رہے ہیں اور آج دنیا کے مختلف ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے ماہرین اور افسران بھی جماعت میں شامل ہیں۔ ملکی پارلیمنٹوں کے ممبر احمدی ہیں اور اخلاص میں بھی بڑھے ہوئے ہیں

دنیا کے کونے کونے میں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت پہنچ چکی ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر قائم ہیں

اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ چمٹے رہیں تو اس نے نہ کبھی ہمیں چھوڑا ہے، نہ کبھی چھوڑے گا۔ انشاء اللہ۔ قربانیاں بیشک دینی پڑتی ہیں اور احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیتے ہیں لیکن ہر قربانی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو لئے ہوئے ایک نیا رستہ ہمیں دکھاتی ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ متفرق واقعات کا ایمان افروز بیان جن سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت اور جماعتِ احمدیہ کی تاریخ پر روشنی پڑتی ہے

عزیزم نعمان احمد نجم ابن مکرم چوہدری مقصود احمد باجوہ صاحب آف کراچی کی شہادت اور مکرم انجنیئر فاروق احمد خان صاحب نائب امیر جماعت پشاور کی وفات۔ مرحومین کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 27 / مارچ 2015ء بمطابق 27 / امان 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آمد کے مقصد کی جن پانچ شاخوں کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے ایک شاخ اشتہارات کی اشاعت بھی ہے۔ یعنی تبلیغ اور اتمام حجت کے لئے اشتہارات کی اشاعت۔

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں۔ ’’آج میں نے اتمام حجت کے لئے ارادہ کیا ہے کہ مخالفین اور منکرین کی دعوت میں چالیس اشتہار شائع کروں تا قیامت کو میری طرف سے حضرت احدیت میں یہ حجت ہو کہ میں جس امر کے لئے بھیجا گیا تھا اس کو میں نے پورا کیا۔‘‘ (اربعین نمبر 1 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 343)

اور پھر یہ چند اشتہار نہیں یا ایک مرتبہ نہیں بلکہ اگر دیکھا جائے تو اپنے دعویٰ سے پہلے سے لے کر وصال تک بیشمار اشتہارات آپ نے شائع فرمائے۔ یہ سب مذہبی دنیا کا ایک خزانہ ہیں۔ آپ کی ایک تڑپ تھی کہ مسلمانوں کو بھی، عیسائیوں کو بھی اور دوسرے مذہب والوں کو بھی تباہ ہونے سے بچائیں۔ آپ اکیلے یہ کام کرتے تھے اور اس کے لئے سخت محنت کرتے ہیں۔ بڑی بڑی تصنیفات تو آپ کی ہیں ہی۔ آپ کی ہمدردیٔ خلق کی تڑپ چھوٹے اشتہارات کے ذریعہ سے بھی دنیا کی اصلاح کا درد ظاہر کرتی ہے۔ دنیا کی اصلاح کے اس درد کو قائم رکھنا اور آگے چلانا یہ آپ کی جماعت کے افراد کا بھی فرض ہے۔ اس لئے اس طرف توجہ دیتے رہنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس درد اور اس کے لئے غیر معمولی محنت کے بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ باوجود بیماری کے آپ رات دن لگے رہتے تھے اور اشتہار پر اشتہار دیتے رہتے تھے۔ لوگ آپ کے کام کو دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے۔ ایک اشتہار دیتے تھے اس کا اثر دُور نہیں ہوتا تھا اور اس کی وجہ سے مخالفت میں جو جوش پیدا ہوتا تھا وہ بھی کم نہ ہوتا تھا کہ دوسرا اشتہار آپ شائع کر دیتے تھے۔ حتی کہ بعض لوگ کہتے تھے کہ ایسے موقع پر کوئی اشتہار دینا طبائع پر بُرا اثر ڈالے گا مگر آپ اس کی پرواہ نہ کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ لوہا گرم ہی کوٹا جا سکتا ہے۔ اور ذرا سا جوش ٹھنڈا ہونے لگتا تو فوراً دوسرا اشتہار شائع فرما دیتے تھے جس کی وجہ سے پھر مخالفت کا شور بپا ہو جاتا۔ آپ نے رات دن اسی طرح کام کیا اور یہی ذریعہ کامیابی کا ہے۔ اگر ہم یہ ذریعہ اختیار کر لیں تو کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس بات کا خیال نہ کرنا چاہئے کہ مخالفت کم ہونے دی جائے۔‘‘

(روزنامہ الفضل قادیان مؤرخہ 9 نومبر 1943ء صفحہ 2 جلد 31 نمبر 263)

مخالفت ہوتی رہے تو ساتھ ساتھ اشتہار بھی آتے رہیں تب ہی اثر بھی ہوتا ہے۔ پھر حضرت مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کا ہی ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تبلیغ اشتہارات کے ذریعے ہوتی تھی۔ وہ اشتہارات دو چار صفحات پر مشتمل ہوتے تھے اور ان سے ملک میں تہلکہ مچا دیا جاتا ہے۔ ان کی کثرت سے اشاعت کی جاتی تھی۔ اس زمانے کے لحاظ سے کثرت کے معنی ایک دو ہزار کی تعداد کے ہوتے تھے۔ بعض اوقات دس دس ہزار کی تعداد میں بھی اشتہارات شائع کئے جاتے تھے لیکن اب ہماری جماعت بیسیوں گنا زیادہ ہے۔ اب اشتہاری پروپیگنڈا یہ ہوگا کہ اشتہارات پچاس پچاس ہزار بلکہ لاکھ لاکھ کی تعداد میں شائع ہوں۔ پھر دیکھو کہ اشتہارات کس طرح لوگوں کو اپنی طرف توجہ کھینچ لیتے ہیں۔ اگر اشتہارات پہلے سال میں بارہ دفعہ شائع ہوتے تھے اور اب خواہ سال میں دو تین دفعہ ہی کر دیا جائے اور صفحات دو چار پر لے آئیں لیکن وہ لاکھ لاکھ، دو دو لاکھ کی تعداد میں شائع ہوں تو پتا لگ جائے گا کہ انہوں نے کس طرح حرکت پیدا کی ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 33 صفحہ 5-6۔ الفضل 11 جنوری 1952ء)

تین چار سال پہلے مَیں نے جماعتوں کو کہا تھا کہ ورقہ دو ورقہ بنا کر تبلیغ کا کام کریں اور اس کا ٹارگٹ بھی دیا تھا کہ لاکھوں کی تعداد میں ہونا چاہئے جس سے اسلام کی خوبصورت تعلیم کا بھی دنیا کو پتا لگے۔ دنیا کو یہ پیغام ملے کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے۔ دنیا کو پیغام ملے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیج کر پھر سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ فرمائی ہے اور حقیقی تعلیم کو جاری فرمایا ہے۔ یہ دنیا کو پتا لگے کہ اب بھی خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو شیطان سے بچانے کے لئے اپنے فرستادوں کو بھیجتا ہے۔ بہر حال جن جماعتوں نے اس سلسلے میں کام کیا وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے مثبت نتائج نکلے ہیں۔ سپین میں جامعہ کے طلباء کو میں نے بھیجا تھا انہوں نے وہاں بڑا کام کیا اور تقریباً تین لاکھ کے قریب مختلف پمفلٹ تقسیم کئے۔ اسی طرح اب جامعہ کینیڈا کے طلباء نے سپینش ممالک میں اور میکسیکو میں جا کر یہ اشتہارات تقسیم کئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے تبلیغ کے میدان بھی بڑے وسیع ہوئے ہیں اور بیعتیں بھی ہوئی ہیں۔

پس اس کے لئے ایک کے بعد دوسرا دو ورقہ شائع ہوتے رہنا چاہئے اور اس کو تقسیم کرتے چلے جانا چاہئے بجائے اس کے کہ بڑی بڑی کتابیں تقسیم کی جائیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اشتہارات کی اشاعت کے بارے میں ہی کہ کس طرح ہونی چاہئے، اظہار خیال فرماتے ہوئے ایک جگہ ضمناً یہ بھی فرمایا کہ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ خود ہی اشتہار شائع کریں۔ اُس زمانے میں بھی چاہتے تھے۔ اب بھی گو اس تعداد میں تو نہیں کر سکتے لیکن بہر حال اپنے طور پر کچھ نہ کچھ لوگ چاہتے ہیں۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ:

’’چاہئے یہ کہ جو اشتہارات مرکز سے شائع کئے جائیں انہیں تقسیم کیا جائے اور ان کی اشاعت بڑھائی جائے۔

خود اشتہارات شائع کرنے میں بعض اوقات خود پسندی بھی آجاتی ہے کہ میرا نام بھی نکلے اور یہ ایسا سخت مرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے متعلق ایک قصہ بیان فرمایا کرتے تھے۔ (یعنی خود پسندی یا اپنا اظہار کرنے کا، اپنی پروجیکشن (projection) کا بعض لوگوں کو شوق ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک قصہ بیان فرماتے تھے کہ) ایک عورت تھی اس نے انگوٹھی بنوائی مگر کسی عورت نے اس کی تعریف نہ کی۔ ایک دن اس نے اپنے گھر کو آگ لگا دی اور جب لوگ اکٹھے ہوئے تو کہنے لگی صرف یہ انگوٹھی بچی ہے اور کچھ نہیں بچا۔ کسی نے پوچھا یہ کب بنوائی ہے؟ کہنے لگی اگر یہ کوئی پہلے پوچھ لیتا تو میرا گھر ہی کیوں جلتا۔ غرض شہرت پسندی ایسا مرض ہے کہ جس کو لگ جائے اسے گُھن کی طرح کھا جاتا ہے اور ایسے انسان کو پتا ہی نہیں لگتا۔"

(اہم اور ضروری امور، انوار العلوم جلد 13 صفحہ 340)

یہ صرف اشتہاروں کی بات نہیں ہے۔ باقی معاملات میں بھی جب خود پسندی اور شہرت کی بات دماغ میں سما جائے اور انسان اس کے لئے کوشش کرے تو پھر اس کا فائدہ کوئی نہیں ہوتا بلکہ نقصانات زیادہ ہوتے ہیں۔ اب تو تبلیغ کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنی وسعت پیدا ہو چکی ہے کہ اگر کوئی انفرادی طور پر پمفلٹ شائع کرے تو وہ بہت معمولی ہوگا لیکن بہر حال اپنے حلقے میں ہی خود پسندی کا تھوڑا بہت اظہار ہو جاتا ہے لیکن اگر نیک نیتی سے ہو، یہ بھی نہیں کہ ہر کوئی صرف خود پسندی کی خاطر کر رہا ہوتا ہے بعض نیک نیت بھی ہوتے ہیں تو جہاں خود شائع کر رہے ہوں اگر ان کے خیال میں وہ اچھی چیز ہے تو پھر اسے وسعت بھی دینی چاہئے، پھیلانا چاہئے۔ اس لئے اگر کوئی فائدہ مند خیال کسی کے دل میں آتا ہے جس سے اشتہار بہتر طور پر بن سکے اور جاذب نظر بھی ہو۔ لوگوں کی توجہ کھینچنے والا بھی ہو، مضمون بھی اس میں اچھا ہو تو وہ جماعتی نظام کو پھر دے دینا چاہئے۔ اگر اس قابل ہو تو پھر جماعتی نظام اس کو شائع کرتا ہے۔ اب حضرت مصلح موعود کے حوالے سے بعض متفرق قسم کی باتیں جو صحابہ کے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہیں وہ پیش کرتا ہوں۔

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ "جب شہدائے افغانستان پر پتھر پڑتے تھے تو وہ گھبراتے نہیں تھے بلکہ استقامت اور دلیری کے ساتھ ان کو قبول کرتے تھے اور جب بہت زیادہ ان پر پتھر پڑے تو صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید، نعمت اللہ خان صاحب اور دوسرے شہداء نے یہی کہا کہ یا الٰہی! ان لوگوں پر رحم کر اور انہیں ہدایت دے۔ بات یہ ہے کہ جب عشق کا جذبہ انسان کے اندر ہو تو اس کا رنگ ہی بدل جاتا ہے۔ اس کی بات میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے چہرے کی نورانی شعاعیں لوگوں کو کھینچ لیتی ہیں۔" حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ "مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں یہاں (یعنی قادیان میں) ہزاروں لوگ آئے اور انہوں نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو یہی کہا کہ یہ منہ جھوٹوں کا نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے ایک لفظ بھی آپ کے منہ سے نہ سنا اور ایمان لے آئے۔" (اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تکالیف، انوار العلوم جلد 13 صفحہ 96)

یہ مثالیں تو آجکل بھی ہمیں نظر آتی ہیں۔ مجھے کئی خطوط آتے ہیں جن میں یہ ذکر ہوتا ہے کہ جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو دیکھ کر ہی یہ کہا کہ یہ منہ جھوٹے کا نہیں ہو سکتا اور بیعت کر لی۔

پھر حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ تین قسم کے لوگ ہماری جماعت میں شامل ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بارہا سنا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت میں تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو میرے دعوے کو سمجھ کر اور سوچ کر احمدی ہوئے ہیں۔" (اس زمانے میں اسلام کی حالت کافی خراب تھی اور مسلمانوں کا شیرازہ بالکل بکھرا ہوا تھا اس لئے مختلف قسم کی طبائع پیدا ہو چکی تھیں اور ان مختلف طبائع نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو سنا اور جماعت کو بنتا دیکھا تو قبول کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان لوگوں کی حالتوں کا ذکر فرما رہے ہیں کہ یہ تین قسم کے لوگ ہیں۔ یعنی پہلی قسم تو وہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ)...... جو میرے دعوے کو سمجھ کر اور سوچ کر احمدی ہوئے ہیں۔ "وہ جانتے ہیں کہ میری بعثت کی کیا غرض ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ جس رنگ میں پہلے انبیاء کی جماعتوں نے قربانیاں کی ہیں اسی رنگ میں ہمیں بھی قربانیاں کرنی چاہئیں۔

مگر ایک اور جماعت ایسی ہے جو صرف حضرت مولوی نورالدین صاحب کی وجہ سے ہمارے سلسلے میں داخل ہوئی ہے۔" (ان کو بعثت کی غرض نہیں پتا لیکن وہ صرف اس لئے داخل ہوئے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ فرماتے ہیں کہ) "وہ ان کے استاد تھے۔ انہیں معزز اور عقلمند سمجھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ جب مولوی صاحب احمدی ہو گئے ہیں تو آؤ ہم بھی احمدی ہو جائیں۔ پس ان کا تعلق ہمارے سلسلے سے مولوی صاحب کی وجہ سے ہے۔ سلسلے کی غرض اور میری بعثت کی حکمت اور غایت کو انہوں نے نہیں سمجھا۔

اس کے علاوہ ایک تیسری جماعت بعض نوجوانوں کی ہے جن کے دلوں میں گو مسلمانوں کا درد تھا مگر قومی طور پر نہ کہ مذہبی طور پر وہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کا کوئی جتھا ہو"۔ (یعنی مذہبی طور پر کوئی درد نہیں تھا لیکن مسلمانوں کی حالت دیکھ کر چاہتے تھے کہ کوئی جتھا ہو، ایک اکٹھ ہو۔ تو ایسے لوگ بھی جماعت میں شامل ہوئے اور پھر بعد میں جب انہوں نے دیکھا کہ مذہب پر زیادہ زور ہے تو ان میں سے بہت سارے پھر مختلف وقتوں میں علیحدہ بھی ہو گئے۔ خلافت ثانیہ میں ان میں سے بہت سے علیحدہ ہوئے۔

آجکل بھی جو مسلمانوں میں، نوجوانوں میں جوش ہے جو غلط طور پر جا کر بعض دہشتگرد تنظیموں میں شامل ہو جاتے ہیں وہ صرف یہ سمجھتے ہیں کہ قومی طور پر ہمارا ایک جتھا ہونا چاہئے یا ایک ایسا گروہ ہونا چاہئے جس سے مسلمانوں کی قومیت کا احساس پیدا ہو اور مذہبی طور پر وہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ اور بعض رپورٹس جو وہاں سے، عراق اور سیریا سے آتی ہیں ان میں یہی ہے کہ بہت سارے کام ان کے ایسے ہیں جب ان سے پوچھو کہ یہ قرآن اور حدیث کے مطابق نہیں ہے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ ہمیں اس کا نہیں پتا۔ ہمیں تو جو کچھ بتایا گیا ہے اور یہ جو ہماری ایک انفرادیت قائم ہو رہی ہے اس کو ہم نے اسلام کے نام پر قائم کرنا ہے تو اس طرح کے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قومی طور پر وہ چاہتے ہیں کہ ہم اکٹھے ہوں۔) "ان میں کچھ تنظیم ہو۔ ان میں انجمنیں قائم ہوں اور مدرسے جاری ہوں۔" (بعض قومی طور پر یہ نیک کام کرنا چاہتے ہیں۔) "مگر چونکہ عام مسلمانوں کا کوئی جتھا بنانا ان کے لئے ناممکن تھا اس لئے جب انہوں نے ہماری طرف ایک جتھا دیکھا تو وہ ہم میں آئے اور اب وہ چاہتے ہیں کہ مدرسے قائم کریں اور لوگ ڈگریاں حاصل کریں۔ اسی وجہ سے وہ ہمارے سلسلے کو ایک انجمن سمجھتے ہیں، مذہب نہیں سمجھتے۔ تو دنیا میں ترقیات کے جو ذرائع سمجھے جاتے ہیں وہ بالکل اَور ہیں اور دین میں جو ترقیات کے ذرائع سمجھے جاتے ہیں وہ بالکل اَور ہیں۔ انجمنیں اَور طرح ترقی کرتی ہیں اور دین اَور طرح۔ دین کی ترقی کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اخلاق کی درستی کی جائے۔" (دین کی ترقی کے لئے ضروری چیز ہے کہ اخلاق درست ہوں۔ اعلیٰ اخلاق ہوں۔) "قربانی اور ایثار کا مادہ پیدا کیا جائے۔ نمازیں پڑھی جائیں" (تا کہ روحانیت میں ترقی ہو۔) "روزے رکھے جائیں۔ اللہ تعالیٰ پر توکّل پیدا کیا جائے۔ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا عہد کیا جائے۔ اگر ہم یہ تمام باتیں کریں گے تو گو دنیا کی نگاہ میں ہم پاگل قرار پائیں گے مگر خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ہم سے زیادہ عقلمند اور کوئی نہیں ہوگا۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ مسلمان جب مالی قربانیاں کرتے ہیں تو منافق کہا کرتے ہیں کہ یہ مسلمان تو احمق ہیں۔ بس روپیہ برباد کیئے چلے جا رہے ہیں۔ انہیں کچھ ہوش نہیں کہ اپنے روپیہ کو کسی اچھے کام پر لگائیں۔ اسی طرح جب وہ اوقات کی قربانی کرتے تو پھر وہ کہتے کہ یہ تو پاگل ہیں۔ اپنا وقت برباد کر رہے ہیں۔ انہوں نے ترقی خاک کرنی ہے۔ گویا مسلمانوں کو یا وہ احمق قرار دیتے یا ان کا نام مجنون رکھتے۔ یہی دو نام انہوں نے مسلمانوں کے رکھے ہوئے تھے۔ مگر دیکھو کہ پھر وہی احمق اور مجنون دنیا کے عقلمندوں کے استاد قرار پائے۔ پس ہماری جماعت جب تک وہی احمقانہ رویّہ اختیار نہیں کرے گی جس کو کافر اور منافق احمقانہ قرار دیتے تھے اور ہماری جماعت جب تک وہی مجنونانہ رویّہ اختیار نہیں کرے گی جس کو کافر اور منافق مجنونانہ رویہ قرار دیتے تھے اس وقت تک اسے کبھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر تم چاہو کہ تم ضرورت کے موقع پر جھوٹ بھی بول لیا کرو۔ اگر تم چاہو کہ تم ضرورت کے موقع پر دھوکہ فریب کر بھی لیا کرو۔ اگر تم چاہو کہ تم ضرورت کے موقع پر چالبازی سے کام لے لیا کرو۔ اگر تم چاہو کہ تم ضرورت کے موقع پر غیبت اور چغلی سے بھی کبھی کبھی فائدہ لے لیا کرو اور پھر یہ امید رکھو کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو جائے تو یاد رکھو تمہیں ہرگز وہ کامیابی حاصل نہیں ہوگی جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا ہے۔ یہ چیزیں دنیا کی انجمنوں میں بیشک کام آیا کرتی ہیں۔" (دھوکہ بھی، فریب بھی، غیبت بھی، چغلی بھی ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنا بھی) "مگر دین میں ان کی وجہ سے برکت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی لعنت اترا کرتی ہے۔"

(خطبات محمود جلد 19 صفحہ 686-688۔ الفضل 27 ستمبر 1938ء صفحہ 3)

اس لئے تمام اعلیٰ اخلاق، روحانیت میں ترقی، یہ چیزیں دینی جماعتوں میں ہونی چاہئیں۔ پس ہر احمدی کو اپنے ایمانداری کے معیاروں کو، روحانیت کے معیاروں کو بہت بلند کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر ایک واقعہ آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قیام کا پس منظر اور ضرورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک وہ زمانہ تھا جب تعلیم الاسلام کالج کا آغاز ہوا۔ اس وقت یہ سوچ ہو رہی تھی کہ اتنے لاکھ روپیہ ہمیں فوری طور پر چاہئے اور اتنے لاکھ سالانہ آمد چاہئے تا کہ کالج جاری رکھا جائے اور بڑے بڑے منصوبے لاکھوں میں بن رہے تھے۔ تو اس وقت آپ فرماتے ہیں کہ: "ایک وہ زمانہ تھا کہ ہمارے لئے ہائی کلاسز کو جاری کرنا بھی مشکل تھا۔ یہاں (قادیان میں) آریوں کا مڈل سکول ہوا کرتا تھا"۔ "شروع شروع میں اس میں ہمارے لڑکے جانے شروع ہوئے تو آریہ ماسٹروں نے ان کے سامنے لیکچر دینے شروع کئے کہ تم کو گوشت نہیں کھانا چاہئے۔" (ہندو گوشت نہیں کھاتے۔) "گوشت کھانا ظلم ہے۔ وہ اس قسم کے اعتراضات کرتے جو کہ اسلام پر حملے تھے۔ لڑکے سکول سے آتے اور یہ اعتراضات بتلاتے۔" (فرماتے ہیں کہ) "یہاں (قادیان میں) ایک پرائمری سکول تھا اس میں بھی اکثر آریہ مدرس" (ٹیچر) "آیا کرتے اور یہی باتیں سکھلایا کرتے تھے۔ پہلے دن جب میں سرکاری پرائمری سکول میں پڑھنے گیا" (یعنی حضرت مصلح موعود اپنا بیان فرما رہے ہیں کہ جب میں اس سرکاری پرائمری سکول میں پڑھنے گیا) "اور دوپہر کو میرا کھانا آیا تو میں سکول سے باہر نکل کر ایک درخت کے نیچے جو پاس ہی تھا کھانا کھانے کے لئے جا بیٹھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اس روز کلیجی پکی تھی اور وہی میرے کھانے میں بھجوائی گئی۔ اس وقت میاں عمر دین صاحب مرحوم جو میاں عبداللہ صاحب کے والد تھے وہ بھی اسی سکول میں پڑھا کرتے تھے لیکن وہ بڑی جماعت میں تھے اور میں پہلی کلاس میں تھا۔ میں کھانا کھانے بیٹھا تو وہ بھی آ پہنچے اور دیکھ کر کہنے لگے 'ہیں ماس کھاندے او ماس'۔ حالانکہ وہ مسلمان تھے۔ اس کی یہی وجہ تھی کہ آریہ ماسٹر سکھلاتے تھے کہ گوشت خوری ظلم ہے اور بہت بری چیز ہے۔ ماس کا لفظ میں نے پہلی دفعہ ان سے سنا تھا۔ اس لئے میں سمجھ نہ سکا کہ ماس سے مراد گوشت ہے۔ چنانچہ میں نے کہا یہ ماس تو نہیں کلیجی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ماس گوشت کو ہی کہتے ہیں۔ پس میں نے ماس کا لفظ پہلی دفعہ ان کی زبان سے سنا اور ایسی شکل میں سنا کہ گویا ماس خوری بری ہوتی ہے اور اس سے بچنا چاہئے۔ غرض آریہ مدرّس اس قسم کے اعتراضات کرتے رہتے اور لڑکے گھروں میں آ کر بتاتے کہ وہ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ آخر یہ معاملہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا جس طرح بھی ہو سکے جماعت کو قربانی کر کے ایک پرائمری سکول قائم کر دینا چاہئے۔ چنانچہ پرائمری سکول کھل گیا اور یہ سمجھا گیا کہ ہماری جماعت نے انتہائی مقصد حاصل کر لیا۔ اس عرصے میں ہمارے بہنوئی نواب محمد علی خان صاحب مرحوم مغفور ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔ انہیں سکولوں کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ انہوں نے ملیر کوٹلے میں بھی ایک مڈل سکول قائم کیا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس سکول کو مڈل کر دیا جائے" (یعنی قادیان والے کو)۔ "میں وہاں سکول کو بند کر دوں گا اور وہ امداد یہاں دے دیا کروں گا۔ چنانچہ قادیان میں مڈل سکول ہو گیا۔ پھر بعد میں کچھ نواب محمد علی صاحب اور کچھ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شوق کی وجہ سے فیصلہ کیا گیا کہ یہاں ہائی سکول کھولا جائے۔ چنانچہ پھر یہاں ہائی سکول کھول دیا گیا۔ لیکن یہ ہائی سکول پہلے نام کا تھا کیونکہ اکثر پڑھانے والے انٹرنس پاس تھے اور بعض شاید انٹرنس فیل بھی لیکن بہرحال ہائی سکول کا نام ہو گیا۔ زیادہ خرچ کرنے کی جماعت میں طاقت نہ تھی اور نہ ہی خیال پیدا ہو سکتا تھا لیکن آخر یہ وقت بھی آ گیا کہ گورنمنٹ نے اس بات پر خاص زور دینا شروع کیا کہ سکول اور بورڈنگ بنائے جائیں نیز یہ کہ سکول اور بورڈنگ بنانے والوں کو امداد دی جائے گی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے عہد خلافت میں یہ سکول بھی بنا اور بورڈنگ بھی۔ پھر آہستہ آہستہ عملے میں اصلاح شروع ہوئی اور طلباء بڑھنے لگے۔ پہلے ڈیڑھ سو تھے، پھر تین چار سو

ہوئے، پھر سات آٹھ سو ہو گئے اور مدتوں تک یہ تعداد رہی۔ اب تین چار سالوں میں آٹھ سو سے ایک دم ترقی کر کے سکول کے لڑکوں کی تعداد سترہ سو ہو گئی ہے اور میں نے سنا ہے کہ ہزار سے اوپر لڑکیاں ہو گئی ہیں۔ گویا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر تقریباً تین ہزار بن جاتی ہیں۔ پھر مدرسہ احمدیہ بھی قائم ہوا اور کالج بھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مدرسہ احمدیہ میں بھی میری گزشتہ تحریک کے تحت طلباء بڑھنے شروع ہوئے ہیں اور پچیس تیس طلباء ہر سال آنے شروع ہو گئے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ بڑھتا رہا تو مدرسہ احمدیہ اور کالج کے طلباء کی تعداد بھی چھ سات سو تک یا اس سے بھی زیادہ تک پہنچ جائے گی اور اس طرح ہمیں سو مبلغ ہر سال مل جائے گا۔ جب تک ہم اتنے مبلغین ہر سال حاصل نہ کریں ہم دنیا میں صحیح طور پر کام نہیں کر سکتے۔" (یعنی یہ کم از کم تھا۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں میں ہو رہے ہیں۔) "1944ء میں مَیں نے کالج کی بنیاد رکھی تھی کیونکہ اب وقت ہو گیا تھا کہ ہماری آئندہ نسل کی اعلیٰ تعلیم ہمارے ہاتھ میں ہو۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ ہماری جماعت میں بہت چھوٹے عہدوں اور بہت چھوٹی آمدنیوں والے لوگ شامل تھے۔" (بیشک اس سے جماعت کی تاریخ کا بھی پتا لگتا ہے کہ) "بیشک کچھ لوگ کالجوں میں سے احمدی ہو کر جماعت میں شامل ہوئے لیکن وہ حادثے کے طور پر سمجھے جاتے تھے ورنہ اعلیٰ مرتبوں والے اور اعلیٰ آمدنیوں والے لوگ ہماری جماعت میں نہیں تھے سوائے چند محدود لوگوں کے۔ ایک تاجر سیٹھ عبدالرحمن حاجی اللہ رکھا صاحب مدراسی تھے لیکن ان کی تجارت ٹوٹ گئی۔ ان کے بعد شیخ رحمت اللہ صاحب ہوئے۔ ان کے سوا کوئی بھی بڑا تاجر ہماری جماعت میں نہیں تھا اور نہ کوئی بڑا عہدیدار ہماری جماعت میں شامل تھا یہاں تک کہ حضرت خلیفہ اول ایک دفعہ مجھے فرمانے لگے۔ دیکھو میاں قرآن کریم اور احادیث سے پتا لگتا ہے کہ انبیاء پر ابتداء میں بڑے لوگ ایمان نہیں لاتے۔ چنانچہ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک ثبوت ہے کہ ہماری جماعت میں کوئی بڑا آدمی شامل نہیں۔ چنانچہ کوئی ای اے سی ہماری جماعت میں داخل نہیں۔ گویا اس وقت کے لحاظ سے ای اے سی" (یہ گورنمنٹ سروس کے جو اسسٹنٹ کمشنر ہیں ان کو شاید کہتے ہیں۔) "بہت بڑا آدمی ہوتا تھا۔" حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں "مگر دیکھو اب کئی ای اے سی یہاں گلیوں میں پھرتے ہیں اور ان کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ لیکن ایک وقت میں اعلیٰ طبقے کے لوگوں کا ہماری جماعت میں اس قدر فقدان تھا کہ حضرت خلیفہ اول نے فرمایا کہ ہماری جماعت میں کوئی بڑا آدمی داخل نہیں۔ چنانچہ کوئی ای اے سی ہماری جماعت میں داخل نہیں۔ گویا اس وقت کے لحاظ سے ہماری جماعت ای اے سی کو بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔" (خطبات محمود جلد 27 صفحہ 150 تا 153)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں سینکڑوں سکول اور کالج جماعت کے چل رہے ہیں اور آج دنیا کے مختلف ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے ماہرین اور افسران بھی جماعت میں شامل ہیں۔ ملکی پارلیمنٹوں کے ممبر احمدی ہیں اور اخلاص میں بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف دنیاداری ان میں آئی ہوئی ہے بلکہ افریقہ میں تو بعض ملکوں میں بعض اہم وزارتوں پر بھی احمدی فائز ہیں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے ایک فضل ہے۔ کس طرح اللہ تعالیٰ ترقی دے رہا ہے۔

ابتدائی احمدیوں پر سختیوں اور پھر بہت ابتدائی زمانے میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: "ایک زمانہ تھا جبکہ احمدی جماعت پر چاروں طرف سے سختی کی جاتی تھی"۔ "مولویوں نے فتویٰ دیا کہ احمدیوں کو قتل کر دینا، ان کے گھروں کو لوٹ لینا، ان کی جائیدادوں کو چھین لینا، ان کی عورتوں کا بِلا طلاق دوسری جگہ پر نکاح کر دینا جائز ہی نہیں موجب ثواب ہے۔" (اور یہ چیز تو آج بھی ہے لیکن اس زمانے میں تو بہت غریب لوگ تھے اور بڑی سختی کی جاتی تھی تو یہ رویّہ تو مولویوں میں ہمیشہ سے رہا ہے اور آج تک قائم ہے لیکن بہر حال اس زمانے میں سختی کی شدت بھی بہت تھی کیونکہ جماعت بہت تھوڑی تھی۔ فرماتے ہیں کہ) "اور شریر اور بدمعاش لوگوں نے جو اپنی طمع اور حرص کے اظہار کے لئے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں اس فتوے پر عمل کرنا شروع کر دیا" (کہ بغیر نکاح کے عورتوں کو جائز کر لیا۔ یعنی احمدیوں سے طلاق دلوا کر اپنے سے نکاح کروا لیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ) "احمدی گھروں سے نکالے اور ملازمتوں سے برطرف کئے جا رہے تھے۔" (احمدی گھروں سے نکالے جا رہے تھے اور ملازمتوں سے برطرف کئے جا رہے تھے۔) "ان کی جائدادوں پر جبراً قبضہ کیا جاتا تھا اور کئی لوگ ان مخمصوں سے خلاصی کی کوئی صورت نہ پا کر ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اور چونکہ ہجرت کی جگہ ان کے لئے قادیان ہی تھی، ان کے قادیان آنے پر مہمان داری کے اخراجات اور بھی ترقی کر گئے تھے"، (بڑھ گئے تھے۔) "اس وقت جماعت ایک دو ہزار آدمیوں تک ترقی کر چکی تھی مگر ان میں سے ہر ایک دشمن کے حملوں کا شکار ہو رہا تھا۔" (جماعت کی تعداد ایک دو ہزار تک پہنچ گئی تھی لیکن ہر ایک دشمن کے حملوں کا شکار تھا۔) "ایک دو ہزار آدمی جو ہر وقت اپنی جان اور اپنی عزت اور اپنی جائیداد اور اپنے مال کی حفاظت کی فکر میں لگے ہوئے ہوں اور رات دن لوگوں کے ساتھ مباحثوں اور جھگڑوں میں مشغول ہوں ان کا تمام دنیا میں اشاعت اسلام کے لئے روپیہ بہم پہنچانا اور دین سیکھنے کی غرض سے قادیان آنے والوں کی مہمان داری کا بوجھ اٹھانا اور پھر اپنے مظلوم مہاجر بھائیوں کے اخراجات برداشت کرنا ایک حیرت انگیز بات ہے۔" (یہ تاریخ بھی ہمیں پتا ہونی چاہئے۔ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔) "سینکڑوں آدمی دونوں وقت جماعت کے دستر خوان پر کھانا کھاتے تھے اور بعض غرباء کی دوسری ضروریات کا بھی انتظام کرنا پڑتا تھا۔ ہجرت کے لئے آنے والوں کی کثرت اور مہمانوں کی زیادتی سے مہمان خانے کے علاوہ ہر ایک گھر (قادیان میں) مہمان خانہ بنا ہوا تھا"۔ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی ہر ایک کوٹھڑی ایک مستقل مکان تھا۔" (یعنی ہر کمرہ جو تھا اس میں خاندان آباد تھے۔ یعنی ایک ایک کمرہ جو تھا ایک ایک خاندان کو ملا ہوا تھا اور مکان بن گیا تھا) "جس میں کوئی نہ کوئی مہمان یا مہاجر خاندان رہتا تھا۔ غرض بوجھ انسانی طاقتِ برداشت سے بہت بڑھا ہوا تھا۔ ہر صبح جو چڑھتی اپنے ساتھ تازہ تازہ ابتلاء اور تازہ ذمہ داریاں لاتی اور ہر شام جو پڑتی اپنے ساتھ ساتھ تازہ ابتلاء اور تازہ ذمہ داریاں لاتی مگر اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی نسیم سب فکروں کو خس و خاشاک کی طرح اڑا کر پھینک دیتی اور وہ بادل جو ابتدائے سلسلہ کی عمارت کی بنیادوں کو اکھاڑ کر پھینک دینے کی دھمکی دیتے تھے تھوڑی ہی دیر میں رحمت اور فضل کے بادل ہو جاتے اور ان کی ایک ایک بوند کے گرتے وقت اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی ہمت افزا آواز پیدا ہوتی۔" (دعوۃ الامیر، انوار العلوم جلد 7 صفحہ 565-566)

یعنی اتنی سختی تھی لیکن پھر بھی یہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی ہے اور انشاء اللہ حالات بدلیں گے۔

آج بھی گو پاکستان میں خاص طور پر اور بعض دوسرے ممالک میں مسلمانوں میں کچھ شدت ہے۔ پاکستان میں تو زیادہ ہے، باقی ممالک میں کچھ حد تک احمدیوں کے حالات تنگ ہیں لیکن اس کے باوجود کسمپرسی کی وہ حالت نہیں ہے۔ مالی لحاظ سے بھی بہتر ہیں اور باقی انتظامات بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بہت بہتر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اظہار کر رہے ہیں۔ دنیا کے کونے کونے میں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت پہنچ چکی ہے۔ ہجرت کر کے صرف ایک جگہ نہیں اکٹھے ہوتے بلکہ احمدی دنیا میں نکل چکے ہیں۔ اگر تنگی ہے تو باہر نکل گئے ہیں اور باہر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مزید کشائش پیدا ہو رہی ہے اور اگر بعض مشکلات ہوتی بھی ہیں تو اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی آواز آج بھی ہمارا سہارا بنتی ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر قائم ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے، اگر ہم اس کے ساتھ چمٹے رہیں تو، نہ کبھی ہمیں چھوڑا ہے، نہ کبھی چھوڑے گا۔ انشاء اللہ۔ قربانیاں بیشک دینی پڑتی ہیں اور احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیتے ہیں لیکن ہر قربانی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو لئے ہوئے ایک نیا رستہ ہمیں دکھاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دینے میں کبھی کمی نہیں کرتا۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ حفاظتِ الٰہی کے معجزہ کے بارے میں ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ: "ایک مثال حفاظت الٰہی کی مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں سے پیش کرتا ہوں۔ کنورسین صاحب جو لاء کالج لاہور کے پرنسپل ہیں ان کے والد صاحب سے حضرت صاحب کو بڑا تعلق تھا حتی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کبھی روپیہ کی ضرورت ہوتی تو بعض دفعہ ان سے قرض بھی لے لیا کرتے تھے۔ (یہ کنورسین صاحب ہندو تھے۔) ان کو بھی حضرت صاحب سے بڑا اخلاص تھا۔ جہلم کے مقدمے میں انہوں نے اپنے بیٹے کو تار دی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے وکالت کریں۔ اس اخلاص کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ایام جوانی میں جب وہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مع چند اور دوستوں کے سیالکوٹ میں اکٹھے رہتے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی نشانات دیکھے تھے۔ چنانچہ ان نشانات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک رات آپ دوستوں سمیت سو رہے تھے کہ آپ کی (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی) آنکھ کھلی۔ اور دل میں ڈالا گیا کہ مکان خطرے میں ہے۔ آپ نے ان سب دوستوں کو جگایا اور کہا کہ مکان خطرے میں ہے اس میں سے نکل چلنا چاہئے۔ سب دوستوں نے نیند کی وجہ سے پرواہ نہ کی اور یہ کہہ کر سو گئے کہ آپ کو وہم ہو گیا ہے۔ مگر آپ کا احساس برابر ترقی کرتا چلا گیا۔ آخر آپ نے پھر ان کو جگایا اور توجہ دلائی کہ چھت میں سے چڑ چڑاہٹ کی آواز آتی ہے۔ مکان خالی کر دینا چاہئے۔ انہوں نے کہا معمولی بات ہے ایسی آواز بعض جگہ لکڑی میں کیڑا لگنے سے آیا ہی کرتی ہیں۔ آپ ہماری نیند کیوں خراب کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر اصرار کیا کہ اچھا آپ لوگ میری بات مان کر ہی نکل چلیں۔ آخر مجبور ہو کر لوگ نکلنے پر رضامند ہوئے۔ حضرت صاحب کو چونکہ یقین تھا کہ خدا میری حفاظت کے لئے مکان (کے) گرنے کو روکے ہوئے ہے۔ میری حفاظت کی وجہ سے مکان کے گرنے کو روکے ہوئے ہے اس لئے آپ نے انہیں کہا کہ پہلے آپ نکلو پیچھے میں نکلوں گا۔ جب وہ نکل گئے اور بعد میں حضرت صاحب نکلے تو آپ نے ابھی ایک ہی قدم سیڑھی پر رکھا تھا کہ چھت گر گئی۔ دیکھو آپ انجینئر نہ تھے کہ چھت کی حالت کو دیکھ کر سمجھ لیا ہو کہ گرنے کو تیار ہے۔ علاوہ ازیں جب تک آپ اصرار کر کے لوگوں کو اٹھاتے رہے اس وقت تک چھت اپنی جگہ پر قائم رہی اور جب تک آپ نہ نکل گئے تب تک بھی نہ گری۔ مگر جونہی کہ آپ نے پاؤں اٹھایا چھت زمین پر آ گری۔ یہ امر ثابت کرتا ہے کہ یہ بات کوئی اتفاقی بات نہ تھی بلکہ اس مکان کو حفیظ ہستی اس وقت تک روکے رہی جب تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کی حفاظت اس حفیظ کے مدِّنظر تھی اس مکان سے نہ نکل آئے۔ پس صفت حفیظ کا وجود ایک بالارادہ ہستی پر شاہد ہے اور اس کا ایک زندہ گواہ ہے۔"

(ماخوذ از ہستی باری تعالیٰ، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 324-325)

پھر اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ سلوک کا ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میں امرتسر سے یکے پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔ ایک بہت موٹا تازہ ہندو بھی میرے ساتھ ہی یکّے پر سوار ہوا۔ وہ مجھ سے پہلے یکّے کے اندر بیٹھ گیا اور اپنے آرام کی خاطر اپنی ٹانگوں کو اچھی طرح پھیلا لیا حتی کہ اگلی سیٹ جہاں میں نے بیٹھنا تھا وہ بھی بند کر دی۔ (اس میں بھی روک ڈال دی۔) چنانچہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) میں تھوڑی سی جگہ میں بیٹھا۔ ان دنوں دھوپ بہت سخت پڑتی تھی کہ انسان کے ہوش باختہ ہو جاتے تھے۔ مجھے دھوپ سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے (کیا انتظام کیا کہ) ایک بدلی بھیجی جو ہمارے یکّے کے ساتھ ساتھ سایہ کرتی ہوئی بٹالے تک آئی۔ یہ نظارہ دیکھ کر وہ ہندو کہنے لگا کہ آپ تو خدا تعالیٰ کے بڑے بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ (خطبات محمود جلد 17 صفحہ 534-535)

پس اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ایسا سلوک کرتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے مگر عبودیت شرط ہے اور ایسے انسان کا انجام ضرور بخیر ہو گا بظاہر وہ دنیا کی ظاہر بین نظروں میں ذلیل ہوتا نظر آ رہا ہو گا لیکن انجامکار اس کو عزت حاصل ہو گی۔ بظاہر وہ بدنام بھی ہو رہا ہو گا لیکن انجامکار نیک نامی اسی کو حاصل ہو گی۔ گویا اس شخص کی ابتدا عبودیت سے اور انجام استعانت پر ختم ہو گا۔" یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا صحیح عابد بن کر اس کی عبادت کی جائے، اس کی بندگی اختیار کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی مدد پھر شامل حال رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شر کے خلاف پھر مدد فرماتا ہے۔

ایک عام پِیر اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادے کے نیک اثر ڈالنے اور نیکیاں بانٹنے اور اپنے مریدوں کی اصلاح کرنے اور انسانیت کے لئے درد میں کیا فرق ہوتا ہے؟ اس کی ایک مثال دیتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "حضرت منشی احمد جان صاحب لدھیانہ والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے سے پہلے

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-16522243-0794 , 2248-5222
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

ہی وفات پا گئے تھے مگران کی روحانی بینائی اتنی تیز تھی کہ انہوں نے دعوے سے پہلے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھا کہ

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نگاہ تم مسیحا بنو خدا کے لئے

انہوں نے (یعنی منشی احمد جان صاحب) نے اپنی اولاد کو نصیحت کی تھی کہ میں تو اب مر رہا ہوں مگر اس بات کو اچھی طرح یاد رکھنا کہ مرزا صاحب نے ضرور ایک دعویٰ کرنا ہے اور میری وصیت تمہیں یہی ہے کہ مرزا صاحب کو قبول کر لینا۔ غرض اس پائے کے وہ روحانی آدمی تھے۔ انہوں نے اپنی جوانی میں بارہ سال تک وہ چکّی جس میں بیل جو یا جاتا ہے اپنے پیر کی خدمت کرنے کے لئے چلائی۔ (پیر صاحب نے جو بیل لگتا ہے اس کی جگہ ان کو ایک چکّی پر لگا دیا تھا تاکہ وہ چکّی چلے) اور بارہ سال تک اس کے لئے آٹا پیستے رہے۔ تب انہوں نے روحانیت کے سبق ان کو سکھائے۔'' (یعنی بارہ سال تک جب وہ بیل کی طرح چکّی پیستے رہے تب پیر صاحب نے ان کو روحانیت کے کچھ سبق دیئے۔) فرماتے ہیں ''تو وہ لوگ جو روحانی کہلاتے تھے (اس زمانے میں جو پیر تھے، جو لوگ روحانی کہلاتے تھے) وہ بھی لوگوں کو روحانی باتیں بتانے میں سخت بخل سے کام لیا کرتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف وہ ساری باتیں دنیا کو بتا دیں بلکہ اس سے ہزاروں گنا زیادہ اَور باتیں بھی ایسی بتائیں جو پہلے لوگوں کو معلوم نہیں تھیں اور اس طرح علوم کو آپ نے ساری دنیا میں بکھیر دیا۔ مگر جیسا کہ حدیثوں میں خبر دی گئی تھی دنیا نے اس کی قدر نہ کی۔ (خطبات محمود جلد 25 صفحہ 23-24)

پس بظاہر روحانی لوگ اس شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتے جس کو خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے مامور کیا ہو کہ دنیا کی اصلاح کرنی ہے، اس کی روحانیت میں اضافہ کرنا ہے، اسے خدا تعالیٰ کے قریب لانا ہے جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ''وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتے میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔'' پھر آپ نے فرمایا کہ ''دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں۔''

فرمایا: ''اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔'' (لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے ہوں۔ دینی سچائیوں کو پہچان کر ان پر عمل کرنے والے ہوں۔ روحانیت میں ترقی کرنے والے ہوں اور توحید کی حقیقی چمک سے حصہ پانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو بھی اس پہچان کی توفیق عطا فرمائے اور خاص طور پر مُسلم اُمّہ کو یہ توفیق دے کہ وہ مسیح اور مہدی معہود علیہ السلام کے درد کو سمجھتے ہوئے اس کی بیعت میں آنے کی توفیق پائیں۔

نمازوں کے بعد مَیں دو جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ ایک تو مکرم نعمان احمد نجم صاحب ابن مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب ملیر رفاہِ عام سوسائٹی کراچی کا ہے۔ مکرم نعمان احمد صاحب نجم کو کراچی میں مخالفین احمدیت نے مؤرخہ 21؍مارچ 2015ء کو شام تقریباً پونے آٹھ بجے ان کی دکان پر آ کر فائرنگ کر کے شہید کر دیا تھا۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن**۔ اس روز شام پونے آٹھ بجے شہید مرحوم اپنے سٹور پر تھے۔ دو مسلح افراد نے سٹور پر آ کر فائرنگ کر دی۔ ایک گولی سینے میں لگی اور دل کو چھوتی ہوئی آر پار ہو گئی۔ قریبی دکانداروں نے ان کے بھائی مکرم عثمان احمد صاحب کو فون کر کے اطلاع دی۔ پھر ریسکیو والوں کو بھی اطلاع دی۔ وہ فوری طور پر دکان پر آئے۔ نعمان صاحب کو شدید زخمی حالت میں ہسپتال لے جا رہے تھے لیکن راستے میں ہی وہ شہید ہو گئے۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن**۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم چوہدری منظور احمد صاحب ابن مکرم چوہدری کریم الدین صاحب کے ذریعے ہوا تھا جنہوں نے خلافت ثانیہ کے دور میں بیعت کی تھی۔ چوہدری منظور احمد صاحب کے والدین چھوٹی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ والدین کی وفات کے بعد چوہدری منظور صاحب قادیان چلے گئے جہاں بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ابتدائی تعلیم بھی قادیان میں حاصل کی۔ وہیں پر محترمہ صفیہ صادقہ صاحبہ بنت مکرم مبارک علی صاحب کے ساتھ شادی ہوئی۔ پھر قیام پاکستان کے بعد ہڑپہ ساہیوال میں آ گئے۔ شہید مرحوم کے والد مکرم مقصود احمد صاحب ربوہ میں ہی پیدا ہوئے۔ پھر یہ وہاں ربوہ سے بھی شفٹ کر گئے۔ شہید مرحوم کے دادا نے گوجرانوالہ میں ملازمت کی وجہ سے 1968ء میں مع فیملی رہائش اختیار کر لی۔ 1974ء میں جب گوجرانوالہ میں ہنگامے ہوئے تو احمدیہ بیت الذکر کی حفاظت کرتے ہوئے شہید مرحوم کے دادا مکرم چوہدری منظور احمد صاحب، چچا مکرم محمود احمد صاحب اور پھوپھا مکرم سعید احمد صاحب بھی شہید ہو گئے۔ ان سے پہلے اس خاندان میں یہ تین شہداء تھے۔ ان حالات کی بناء پر یہ خاندان 1976ء میں کراچی شفٹ ہو گیا۔

نعمان احمد نجم صاحب 26؍جنوری 1985ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیم ایم بی اے تھی۔ اس کے بعد انہوں نے 2008ء میں اپنے کمپیوٹر ہارڈ ویئر کا بزنس شروع کر دیا۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ نہایت ایماندار، نیک دل، نیک سیرت، شریف النفس اور ملنسار تھے۔ نہایت مخلص اور فدائی نوجوان تھے۔ ملازمین کو بھی چھوٹے بھائیوں کی طرح رکھا ہوا تھا۔ نگر پارکر مٹھی میں جماعت کے زیر انتظام قائم شدہ کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ اور مشن ہاؤس کے لئے کچھ کمپیوٹر اور متعلقہ سامان تحفے کے طور پر پیش کیا۔ وہاں سسٹم خود انسٹال (install) کر کے آئے۔ شہید مرحوم کی خواہش تھی کہ اپنے دادا مکرم چوہدری منظور احمد صاحب شہید کے نام سے ایک کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ بنائیں تا کہ ان کے شہید دادا کا نام ہمیشہ زندہ رہے اور اسی لئے انہوں نے مٹھی میں کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کو کچھ سامان اور کمپیوٹر وغیرہ تحفہ بھی دیئے تھے۔ بڑی ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ غیر از جماعت لوگ بھی کہتے تھے کہ یہ ایک فرشتہ ہے۔ اس وقت رفاہِ عام سوسائٹی میں بحیثیت قائد مجلس خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لینے والے تھے۔ مخالفین کی طرف سے ان کو دھمکیاں ملتی رہتی تھیں لیکن اپنے چھوٹے بھائیوں کو ہمیشہ محتاط رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ چھ ماہ قبل شہید مرحوم اپنا کاروباری سامان لے کر آ رہے تھے کہ اس وقت ان کو نامعلوم افراد نے روک کر سامان بھی لے لیا اور رقم بھی لوٹ لی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ ہم آئے تو تم کو مارنے تھے مگر چونکہ رقم مل گئی ہے اس لئے چھوڑ رہے ہیں۔

شہید مرحوم کے پسماندگان میں والد مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب، والدہ محترمہ صفیہ صادقہ صاحبہ اور دو بھائی ذیشان محمود اور عثمان احمد ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند کرے اور ان کے لواحقین کو، والدین کو، بھائیوں کو حوصلہ دے۔

خرم احمد صاحب معلم سلسلہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ شہید بڑے نرم گو تھے۔ محبت کرنے والے تھے۔ جماعتی خدمت کا جذبہ رکھنے والے نوجوان تھے اور بڑی محنت سے انہوں نے وہاں انسٹال کیا جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے۔ کئی دفعہ وہاں نگر پارکر میں آتے تھے جو سندھ کا بڑا دور دراز علاقہ ہے۔ کئی بار جب وہاں پہنچتے تو ان کو کہا جاتا کہ آپ تھکے ہوئے ہیں آرام کر لیں، پھر کام کریں لیکن ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ ہم مجاہد ہیں۔ ہمیں شہری دیکھ کر یہ نہ سمجھیں کہ ہم نازک مزاج ہیں۔ اور ہمیشہ خدمت کے لئے تیار رہتے۔ سابق قائد علاقہ منصور صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ان کو اس وقت سے جانتا ہوں جب یہ بارہ سال کے تھے اور اطفال میں تھے۔ ہمیشہ بڑے شوق اور جوش اور ولولے سے جماعتی کاموں میں، مقابلوں میں حصہ لیا کرتے تھے۔ ہمیشہ پوزیشن لیتے تھے اور کہتے تھے میری پوزیشن ہمیشہ اوّل ہی آتی ہے۔ اسی کے لئے کوشش کرتے۔ کبھی دوم اور سوم پوزیشن پر راضی نہیں ہوتے تھے۔ سکول کے بعد اپنے والد صاحب کی دوکان پر ان کا ہاتھ بٹاتے لیکن ساتھ ہی جماعتی ذمہ داریوں کو بھی انجام دے رہے ہوتے اور یوں لگتا تھا کہ وہ اپنے گھر یا ذاتی کاموں کو اتنا وقت نہیں دیتے جتنا وقت وہ جماعت کو دیا کرتے تھے۔ اَور نوجوانوں کی طرح کبھی اپنے وقت کو انہوں نے ضائع نہیں کیا۔ انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ بات کرنے والے تھے۔ ٹومی کالون صاحب کے بھی رشتے دار ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے خاندان نے کوشش کی کہ وہ پاکستان سے باہر آ جائیں بڑا اصرار کیا لیکن وہ پاکستان چھوڑنے پر راضی نہیں تھے۔

عمران طاہر صاحب مربی سلسلہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ میرے عزیز بھی تھے۔ بیس سال کے عرصہ میں میں نے انہیں ایک دفعہ بھی کسی پر چلّاتے نہیں دیکھا۔ سختی سے بات کرتے نہیں دیکھا۔ عاجزی، مسکینی اور حلم کی تصویر تھے۔ نہایت باادب اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ کینیڈا میں ان کی ایک خالہ زاد عزیزہ ہیں وہ کہتی ہیں (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا) کراچی کے حالات کے پیش نظر ان سے ہجرت کرنے کے لئے کہا جاتا لیکن انہوں نے ہمیشہ ہر قسم کے حالات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی والدہ کے ساتھ پاکستان رہنا ہی پسند کیا۔ اپنی والدہ کی ہر خواہش اور ضرورت کا خیال رکھنے والے تھے۔

مشہود حسن خالد صاحب مربی ہیں کہتے ہیں کہ ایک دن خاکسار شہید مرحوم کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ شہید مرحوم نے کہا کہ وہ کون خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جو شہید ہوتے ہیں۔ شاید ان کی یہ تمنا ہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ مقام دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم انجینئر فاروق احمد خان صاحب نائب امیر جماعت ضلع پشاور کا ہے۔ فاروق احمد خان صاحب مکرم محمود احمد خان صاحب کے بیٹے تھے۔ یہ شوریٰ کے بعد ربوہ سے پشاور جا رہے تھے۔ گاڑی کا ٹائر برسٹ (burst) ہو گیا جس کی وجہ سے حادثہ پیش آیا اور چکوال کے قریب گاڑی سے باہر سڑک پر آ گرے جس کی وجہ سے زیادہ چوٹیں آئیں۔ ہائی وے پولیس نے ان کو فوری طور پر چکوال ہسپتال پہنچایا لیکن جانبر نہ ہو سکے۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن**۔

فاروق صاحب کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم احمد گل صاحب کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی لیکن خلافت ثانیہ میں پھر یہ غیر مبائعین میں چلے گئے۔ بعد میں فاروق خان صاحب نے خود 1989ء (Eighty nine) میں بیعت کی اور جماعت احمدیہ مبائعین میں شامل ہوئے۔ پھر اس کے بعد ان کے دو بھائیوں نے بھی بیعت کر لی۔ 1954ء میں یہ پیدا ہوئے تھے۔ مائننگ انجینئرنگ کی تعلیم مکمل کی۔ پھر حکومت کے مائننگ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتے رہے۔ 1985ء میں ایک احمدی خاندان میں ان کی شادی ہوئی اور بڑے ملنسار، نیک سیرت، شریف النفس تھے۔ جماعت احمدیہ پشاور کے سیکرٹری اصلاح و ارشاد کی حیثیت سے بھی انہوں نے کام کیا۔ مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے پسماندگان کو بھی اللہ تعالیٰ صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کی اہلیہ دو بیٹے بعمر 25 سال اور 17 سال اور ایک بیٹی سوگوار ہیں۔

☆......☆......☆

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

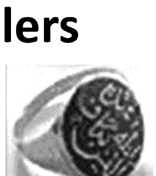

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

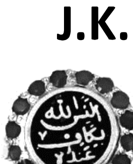

''سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا محبت بھرا جواب موصول ہوا کہ آپ یہ نوکری چھوڑ کر میرے پاس آجائیں''

میرے پیارے والد محترم چوہدری مبارک علی صاحب درویش مرحوم قادیان کا ذکر خیر

اور

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی چند حسین یادیں

(امۃ الرافع نیلو، قادیان)

میرے والد محترم چوہدری مبارک علی صاحب درویش مرحوم مورخہ 13 دسمبر 2013 کو تقریباً 91 سال کی عمر میں اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ والد صاحب کو 313 درویشان کرام میں شامل ہوکر حفاظت مرکز احمدیت قادیان دارالامان کیلئے خدمات کی عظیم سعادت نصیب ہوئی۔ ایک کامیاب مبلغ کے طور پر جنوبی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں کئی سال تک تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا اور بعد میں مرکز میں دفتر میں بھی خدمت کرتے رہے۔ خاکسار اپنے نہایت ہی پیارے والد محترم کی سوانح اُن ہی کی زبانی جو خود اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے تحریر کی ہے ذیل میں بیان کرتی ہے، جو بعض تاریخی پہلوؤں کو اپنے اندر لئے ہوئے بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ قارئین کے لئے یہ مضمون یقیناً دلچسپی اور ازدیادِ ایمان کا باعث ہوگا۔ والد صاحب لکھتے ہیں کہ :

''میرے والد صاحب کا نام چوہدری بانے خان ہے جو گاؤں طالب پور کے رہنے والے تھے۔ طالب پور قادیان سے شمال کی طرف تقریباً 20 میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ 1922 میں میری پیدائش ہوئی۔ اپنے گاؤں میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور دسویں کلاس تک گورنمنٹ ہائی سکول گورداسپور میں جاتا رہا۔ مگر دسویں کے امتحان سے قبل قدرت خداوندی مجھے قادیان لے گئی۔

1942 میں پنجاب میں فرقہ وارانہ منافرت زوروں پر شروع ہوچکی تھی۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر نے میٹرک کے امتحان سے صرف چھ ماہ قبل مجھے سکول سے نکال دیا اور ڈسچارج سرٹیفکیٹ دے دیا۔

میرے داخلہ کے لئے بھاگ دوڑ شروع ہوئی۔ میرے بڑے بھائی مکرم برکت علی صاحب مرحوم نے سب جگہ کوشش کی کہ مجھے کہیں داخلہ مل جائے اور مَیں میٹرک کا امتحان دے سکوں۔ اُن کے ایک ملنے والے چوہدری فضل احمد صاحب احمدی ساکن جنجوان بورڈنگ تحریک جدید میں ٹیوٹر تھے۔ اُن کے ذریعہ امتحان سے چند ماہ قبل مجھے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں داخلہ مل گیا اور میں بورڈنگ تحریک جدید قادیان میں رہنے لگا۔

مجھے اس وقت تک نہ مذہب سے کوئی لگاؤ تھا نہ احمدی غیر احمدی کے فرق کا احساس تھا۔ صوفی غلام محمد صاحب مرحوم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جیّد صحابی حضرت منشی محمد دین صاحب درویش واصل باقی نویس کے بڑے صاحبزادے جو خود بھی صحابی تھے بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ اس واقعہ کو گزرے ہوئے تقریباً پون صدی ہوچکی ہے۔ مگر حضرت صوفی صاحب اسم با مسمّٰی کی پیاری صورت اب بھی میرے سامنے ہے۔ اس وقت ہم دو غیر احمدی لڑکے بورڈنگ میں تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جمعہ کے دن بورڈنگ کے سب لڑکے لائن باندھ کر جمعہ کی نماز کے لئے جاتے تھے۔ مگر حضرت صوفی صاحب نے کبھی بھی ہم دونوں غیر احمدی لڑکوں کو جمعہ میں جانے کے لئے اشارةً بھی نہیں کہا بلکہ مجھے خوب یاد ہے کہ میں پہلے پہل ایک دفعہ احراریوں کی مسجد میں جمعہ کے لئے چلا گیا۔ اُس مسجد میں جاکر مجھے ایسا لگا کہ مَیں کسی اُجڑی ہوئی ویران جگہ میں چلا آیا ہوں۔ چند نمازی تھے جن کے چہروں پر نہ کوئی کشش اور نہ کوئی رونق تھی۔ اس کے بعد میری روحانی پیدائش کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

چونکہ بورڈنگ تحریک جدید کے سب لڑکے ایک تنظیم کے ماتحت ہر جمعہ کو مسجد اقصیٰ میں جاتے تھے ایک دن میں بھی ان کے ہمراہ نماز جمعہ کے لئے مسجد اقصیٰ میں چلا گیا۔ وہاں بورڈنگ کے لڑکے مسجد میں اس طرح کھڑے ہوتے تھے کہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جب آئیں تو منبر تک جانے کے لئے راستہ ہو۔ یہ عاجز بھی لائن میں کھڑا تھا کہ حضور تشریف لائے۔ حضور کو اس طرح پہلی دفعہ دیکھ کر مجھے عجیب قسم کی خوشی محسوس ہوئی اور اس کے بعد جب تک میں بورڈنگ میں رہا مسجد اقصیٰ میں ہی نماز جمعہ کے لئے جاتا رہا لیکن میں نے باقاعدہ بیعت نہیں کی اور نہ اس عمر میں بیعت کرنے اور نہ کرنے کی اہمیت کا احساس ہی تھا۔ مگر اس کے بعد میں نے احمدیوں کی طرف سے جھگڑنا شروع کردیا۔ مَیں کہہ سکتا ہوں کہ احمدیت سے گہرا تعلق مجھے بورڈنگ کے قیام کے دوران ہی ہوگیا تھا۔

خاکسار میٹرک کا امتحان دے کر اپنے گاؤں طالب پور پنڈوری میں واپس چلا گیا۔ طالب پور پنڈوری کا ذکر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں کیا ہے۔ چونکہ یہ ذکر حضور علیہ السلام نے اپنے ایک مخالف کے سلسلہ میں بطور نشان کے کیا ہے، اور اس کے بعد اس معاند کے خاندان کی بدحالی، تباہی اور بربادی کا یہ عاجز خود گواہ ہے اس لئے اس کا ذکر کردینا ازدیادِ ایمان کا باعث ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :

ایک شخص عبدالقادر نام ساکن طالب پور پنڈوری ضلع گورداسپور میں رہتا تھا اور طبیب کے نام سے مشہور تھا۔ اس کو مجھ سے سخت عناد اور بغض تھا اور ہمیشہ مجھے گندی گالیاں دیتا تھا۔ پھر جب اس کی گندہ زبانی انتہا تک پہنچ گئی تب اس نے مباہلہ کے طور پر ایک نظم لکھی ...... یہ شعر ہیں جن میں سے بہت گندے شعر میں نے نکال دیئے ہیں کیونکہ وہ سخت گندے اور بے حیائی کے مضمون تھے۔ مگر جیسا کہ ان شعروں کے مصنف نے جناب الٰہی میں دعا کی تھی کہ وہ انصاف کرے اور جھوٹ کا مطلع صاف کرے ایسا ہی خدا نے جلد تر انصاف کردیا اور ان شعروں کے لکھنے کے چند روز بعد یعنی بعد تصنیف ان شعروں کے وہ شخص یعنی عبدالقادر طاعون سے ہلاک ہوگیا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 484،483)

پس ایک بڑے گاؤں میں جہاں کوئی بھی احمدی گھر نہ تھا اور اس کے مقابلہ میں وہاں سیدی حضرت اقدس علیہ السلام کا ایک سخت بدگو اور خبیث گالیاں دینے والا پیدا ہوا، وہاں امامِ وقت کا خادم بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کردیا وگرنہ میری کیا حیثیت تھی۔ اس لئے اس فضل الٰہی پر مَیں اور میری اولاد جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کم ہے۔

اگرچہ میٹرک تک باوجودیکہ میں بورڈنگ تحریک جدید قادیان میں رہا اور وہاں بزرگان بالخصوص سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے متاثر بھی ہوا مگر باقاعدہ بیعت نہیں کی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ طالب علمی کے اس دَور میں اتنا شعور ہی پیدا نہیں ہوا تھا کہ کسی سلسلہ میں شامل ہونا انسان کی روحانی ترقی کے لئے کس قدر ضروری تھا۔

یہ عاجز میٹرک کے بعد 1942 میں پولیس میں ملازم ہوگیا۔ اور مجھے محکمہ کی طرف سے سلیکٹ کرکے وائرلیس ٹریننگ میں سیکریٹ کوڈ کا کورس کروایا اور میرا تقرر ایک انگریز ''ڈی آئی جی۔سی آئی ڈی'' کے ساتھ ہوگیا۔

وائرلیس اور سیکریٹ کوڈ کا کورس کرکے پورا گروپ لاہور پولیس لائن میں اکٹھا ہوگیا۔ ہمارے گروپ میں ضلع گجرات کے ایک وائرلیس اوپریٹر احمدی تھے۔ میں نے ان سے قرآن کریم ناظرہ اور نماز سیکھنی شروع کی۔ وہ بڑی محنت سے مجھے قرآن کریم اور نماز پڑھاتے اور سکھاتے تھے۔ میں باقاعدہ سلسلہ کے ساتھ وابستہ ہوگیا اور لاہور کی جماعت میں آنا جانا شروع ہوگیا۔ بلکہ جتنا عرصہ لاہور میں رہا میں جماعت کی تقاریب میں شامل ہوتا رہا ہوں۔ ہمارا دفتر لاہور میں سیکٹریٹ کے اندر انسپکٹر جنرل آف پولیس کے دفتر کے ایک حصہ میں ہوتا تھا۔ مگر پنجاب کی سی آئی ڈی کا ڈی آئی جی الگ ہوتا تھا۔ اس وقت ہمارا ڈی آئی جی سی آئی ڈی مسٹر ایف ایچ ڈی ہوم ہوتا تھا۔ چونکہ یہ ڈائریکٹ سینٹر کے ساتھ وابستہ تھا اس لئے بعد میں اس کا ہیڈ کوارٹر انبالہ کینٹ میں ہوگیا اور ہم تین وائرلیس آپریٹر کو اس نے سلیکٹ کرلیا اور ہمارا تقرر انبالہ ہوگیا۔

خاکسار نے اس وقت الفضل کا خطبہ نمبر جاری کروالیا تھا اور خطبہ نمبر کا مطالعہ ہی میرے علم کا ذریعہ تھا۔ ایک دن الفضل کے خطبہ نمبر میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک خطبہ آیا جو اسلامی شعار کے متعلق تھا۔ حضورؓ نے فرمایا جو احمدی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کے لئے داڑھی کے چند بال نہیں رکھ سکتا اس سے قربانی کی اور کیا اُمید ہوسکتی ہے۔ یہ بات میرے ذہن پر ایسی اثر کرگئی کہ مَیں نے اُسی روز سے داڑھی منڈوانی بند کردی۔ محکمہ فوج اور پولیس میں ہر روز شیو کرنا ضروری ہوتا تھا۔ مگر میں نے اس کے بعد شیو کرنی چھوڑ دی۔ میرا ڈی آئی جی یہودی انگریز تھا اور مَیں اپنے سیکشن کا آل اِن آل اِنچارج تھا۔ وہ مجھ پر بہت اعتماد کرتا تھا۔ اگر مَیں نہ ہوتا تو اہم کام پینڈنگ رکھتا تھا۔ میرا ڈی آئی جی کہیں باہر ذاتی کام کے لئے گیا ہوا تھا۔ جب وہ واپس آیا اور میرے منہ میں داڑھی دیکھی تو آگ بگولہ ہوگیا۔ سوائے سکھوں کے کسی کی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ شیو کے بغیر دفتر ٹائم میں کسی افسر کے سامنے جائے۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا کہ What happend to you جس کا مطلب تھا کہ آج تمہیں کیا ہوگیا جو میرے سامنے دفتر ٹائم میں بغیر شیو کے آئے ہو اور دوسرے دن مجھے وردی پہن کر پیش ہونے کا حکم دے دیا۔ کیونکہ ہم اکثر سِول کپڑوں میں ہی دفتر چلے جاتے تھے۔ مگر جب افسر کو کسی سے جواب طلبی کرنی ہو اور ایکشن لینا ہوتا تھا تو اُسے دوسرے دن باوردی پیش ہونے کا حکم ہوجاتا تھا۔ یہ بات سارے دفتر میں مشہور ہوگئی اور خوب چہ می گوئیاں ہونے لگیں کہ اب پتہ چلے گا کہ مرزائی داڑھی رکھتا ہے یا منڈوالیتا ہے کیونکہ ہمارا ڈی آئی جی بڑا ہی سخت مشہور تھا۔ مجھے سارے ملازم چھیڑنے لگے کہ اب پتہ چلے گا تم لوگ اسلام کے لئے کس حد تک قربانی کرتے ہو۔ دوسرے دن میں دفتر جاکر پیش ہوا۔ اس نے بڑے غصے کے ساتھ شیو نہ کرنے پر دریافت کیا۔ میں نے اسے کہا کہ میں نے داڑھی رکھ لی ہے۔ جس پر اس نے جواب دیا کہ اس کی میں اجازت نہیں دیتا۔ میں نے صرف یہ جواب دیا کہ یہ میرے مذہب کی ایک علامت ہے اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنی ڈیوٹی پوری محنت اور دیانت سے پہلے کی طرح کرتا رہوں گا۔ یہ داڑھی میری ڈیوٹی میں روک نہیں بنے گی۔ اگر میں نہ رکھتا تو میرے بنیادی عقیدہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مگر اب رکھ کر منڈوانا میرے ایمان کی کمزوری سمجھا جائے گا۔ اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس پر مجبور نہ کریں اور نہ اب میں یہ منڈواسکوں گا۔ یہ کہہ کر میں سیلوٹ مار کر باہر آگیا۔ دوسرے دن اس نے آرڈر ٹائپ کرواکر مجھے سخت ریمارکس کے ساتھ لاہور سینٹر میں واپس بھجوادیا۔

اصل میں ان دنوں انڈیا چھوڑو کی تحریک بڑے زوروں کے ساتھ شروع تھی اور سارے ہندوستان میں سخت پروٹیسٹ کا ماحول تھا۔ ہر انگریز

افسر ایسے وقت میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ بغاوت پر اُتر آیا ہے۔ میں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے استقامت عطا فرمائی۔ دوسری طرف غیر احمدی مسلمان سٹاف باری باری میرے دفتر میں آکر مجھے بڑی گرمجوشی سے مبارک باد دینے لگا اور روانگی سے قبل سارے سٹاف نے میری بڑی پر تکلف دعوت کی اور مجھے سٹیشن پر چھوڑنے آئے۔ مجھے ہاروں سے لاد کر گاڑی میں بٹھایا۔ اس کے بعد تقریباً تین سال کے اندر ہی پارٹیشن ہوگیا۔

جب مجھے مسٹر F.H.Dehome سی آئی ڈی۔ ڈی آئی جی نے اَن فِٹ کا ریمارک دے کر لاہور بھجوادیا تو چند ماہ کے بعد ہی مجھے قصور C.I.A میں تعینات کر دیا گیا۔ وہاں خدا کے فضل سے چوہدری فقیر محمد صاحب ڈی ایس پی بڑے مخلص احمدی تھے اور عموماً ہم روز اکٹھے مل کر نماز تہجد ادا کیا کرتے تھے۔ اور ان دنوں ملک عبدالرحمٰن صاحب مالک فلور مِل جو کہ شہر کا ایک امیر خاندان تھا اور مخلص احمدی تھے، اُن کی مِل میں احمدیوں کی باجماعت نماز ہوتی تھی۔ چوہدری فقیر محمد صاحب شادیوال ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ خدا کے فضل سے قادیان میں اب بھی کئی درویش شادیوال ضلع گجرات کے رہنے والے ہیں۔

میں نے سارے حالات سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحریر کرکے دعا کی درخواست کی۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک بڑا ہی محبت بھرا جواب موصول ہوا کہ آپ یہ نوکری چھوڑ کر میرے پاس آجائیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1944ء کے خطبہ جمعہ میں میرے اس واقعہ کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا۔ اُن دنوں چونکہ جنگ نئی نئی بند ہوئی تھی استعفیٰ بالکل منظور نہیں ہوتا تھا بلکہ جرم سمجھا جاتا تھا خاص طور پر فوج اور پولیس کے محکمہ کا۔ چنانچہ لاہور سے میں رخصت لیکر قادیان چلا آیا اور مہمان خانہ میں رہنے لگا۔ میں نے استعفیٰ بھجوادیا اور میں انتظار کرنے لگا۔ میرا خیال تھا کہ میرے خلاف محکمہ کی طرف سے کوئی ایکشن لیا جائے گا مگر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی دعاؤں کی برکت سے میرا استعفیٰ منظور ہوگیا اور حضور نے مجھے باقی واقفین کے ساتھ جو سرکاری ملازمتوں سے وقف کرکے آئے تھے دارالواقفین میں شفٹ ہونے کا ارشاد فرمایا اور میں دارالواقفین میں رہنے لگا۔ گویا اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے قادیان میں خلیفہ وقت کے قدموں میں لا ڈالا اور میرا سلسلہ کے ساتھ جسمانی اور روحانی تعلق کا دور شروع ہوگیا۔

میں روزانہ دفتر تحریک جدید جاتا تھا۔ اس وقت مکرم حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور تحریک جدید کے انچارج ہوا کرتے تھے۔ ہر واقف زندگی کو انتظار ہوتا تھا کہ حضور آئندہ ہمارے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ روزانہ وہ واقفین جو مختلف سرکاری محکموں سے استعفیٰ دے کر آئے ہوئے تھے ان کی list حضور کی خدمت میں پیش ہوتی تھی۔ کسی کو حضور کسی دفتر میں لگا دیتے تھے اور کسی کو کسی دفتر میں۔ میرا فیصلہ اس وقت ایسٹ افریقہ نیروبی میں تجارت کے محکمہ میں ہوگیا اور میرا تقرر وکیل التجارت کے دفتر میں ہوگیا اور دفتر کو میرے پاسپورٹ اور ایسٹ افریقہ کے ویزہ کے لئے کاروائی کرنے کا ارشاد ہوگیا اور کاغذات تیار ہونے تک مجھے جامعہ احمدیہ کی ایک Special کلاس میں جانے کا ارشاد ہوا۔ یہ سپیشل کلاس حضور نے ان واقفین کے لئے Short Course کی جامعہ میں کھولی تھی جو سرکاری ملازمت سے وقف کرکے آئے تھے۔ اُن کو ایک ڈیڑھ سال سلسلہ کی اہم معلومات دے کر یا تو باہر بھجوادیا جاتا تھا یا پھر دفاتر میں مقرر کر دیا جاتا تھا۔

ہر والدین کو سب سے چھوٹے لڑکے سے زیادہ انس ہوتی ہے۔ جب مجھے افریقہ جانے کا حضور نے فیصلہ فرمادیا اور میرے کاغذات تقریباً آخری مرحلہ پر تھے حضور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جاکر گھر والوں کو مل آؤ۔ جب میں گھر والوں کو مل کر واپس آنے لگا تو میرے والد صاحب مرحوم مجھے ایک میل تک چھوڑنے آئے۔ بہت ہی غمگین تھے۔ ایک تو میں ملازمت چھوڑ کر واپس آگیا پھر میں بیرون ملک جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ مجھے رخصت کرتے وقت میرے والد صاحب آبدیدہ ہوکر کہنے لگے اپنے پیر کو کہیں تمہیں قادیان میں ہی رکھ لیں اتنی دُور نہ بھجوائیں۔ ہمارے والد مرحوم کو کیا علم تھا کہ ہمارے پیر کا کتنا بڑا مقام تھا جہاں کسی واقف زندگی کو کسی فیصلہ کے متعلق کچھ کہنے کی جرأت ہی نہیں ہوتی تھی۔

ابھی صرف غالباً چھ سات ماہ ہی قادیان میں آئے ہوئے ہوگئے تھے کہ مجھے دفتر تحریک جدید سے پیغام آیا کہ کل حضور نے ملاقات کے لئے بلایا ہے۔ حضور نے ازراہِ شفقت مجھے دفتر بلا کر بڑی محبت سے بتلایا کہ ایران اور افغانستان کی سرحد نوکنڈی میں ہم نے مشن کھولنے کا فیصلہ کیا ہے جہاں ایک عرصہ تک احمدیت کا اظہار کئے بغیر کام کرنا ہے۔ وہاں افغانستان اور ایران سے قافلے آتے ہیں۔ مرکز یہاں سے لٹریچر بھجوایا کرے گا اور آپ نے اُن قافلوں سے رابطہ کرکے اُن کے سامان کی پیکنگ اپنے لٹریچر سے کرنی ہے اور اگر اس قافلہ میں کسی سے رابطہ قائم ہوجائے تو اسے کہنا کہ افغانستان کے اندر کسی آبادی کے باہر اس پیکٹ کو پھینک دینا۔ اللہ اللہ کس قدر ذہین وفہیم یہ وجود تھا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اپنے خادموں سے محبت اور ان کی عزت افزائی کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ ایک دن دفتر سے پیغام موصول ہوا کہ حضور نے دوسرے روز اس خادم کو چائے پر بلایا ہے۔ سارے واقفین مجھے آآکر مبارک باد دے رہے تھے۔ بہر کیف دوسرے روز سیدہ حضرت اُم طاہر رضی اللہ عنہا کے مکان میں مجھے اور دو دوست جو امریکہ جارہے تھے ان کو بلایا گیا۔ ہم سمجھتے تھے کہ ہم تینوں کو حضور نے ازراہِ شفقت اور حوصلہ افزائی بلایا ہوگا۔ مگر جب مکان کے اندر گئے تو وہاں ایک بڑی ٹی پارٹی کا انتظام تھا جس میں جماعت کے ناظران اور بہت سے جیّد صحابہ تشریف فرما تھے۔ حضور نے ہم تینوں کو صوفہ پر بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ ایک طرف سیّدی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اور دوسری طرف سیدنا حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ اور ہم تینوں درمیان میں بیٹھے تھے۔ باقی دو نے امریکہ جانا تھا اور میں جو ایک غیر معروف آدمی تھا اسنے افغانستان کے بارڈر پر جانا تھا۔ اپنے خدام کی حوصلہ افزائی کا یہ منظر تو مجھے ساری عمر نہیں بھول سکتا۔ حضور بعض دفعہ خود ہمارے سامنے مختلف اشیاء کے برتن رکھتے تھے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کچھ کھایا ہو۔ میری روح تو اس حسن سلوک سے پگھلتی جارہی تھی۔ میں کبھی حضور کی طرف دیکھتا اور کبھی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف دیکھتا اور پھر اپنی حیثیت کا خیال کرکے پانی پانی ہو رہا تھا کہ میرے مولیٰ نے مجھے اپنے فضل سے کہاں سے اُٹھا کر اِن مبارک اور مقدس ہستیوں کے قدموں میں لا ڈالا ہے۔ باقی دو کے مجھے نام یاد نہیں رہے جو امریکہ جارہے تھے اور تیسرا یہ عاجز جس کی نہ کوئی دنیاوی حیثیت تھی نہ دینی۔ اندازہ کریں جس قوم کا ایسا عظیم الشان لیڈر ہو جس کے دل میں اسلام کا درد ہو اور رات دن اسلام اور احمدیت کی ترقی کی سکیمیں سوچتا رہتا ہو دُنیا ایسے لیڈر اور قوم کا کس طرح مقابلہ کرسکتی ہے، جس کا اپنے خدام سے اس قدر مشفقانہ سلوک ہو۔ ایسی محبت اور عزت افزائی کے بعد ایسا رہنما اگر آگ میں بھی کود جانے کو کہے تو ایک خادم بخوشی کود جائے گا۔ مجھے خدا کے فضل سے چار خلفاء کا زمانہ دیکھنے کو ملا ہے اور ہر خلیفہ میں ایک نیا رنگ اور حسن دیکھنے میں آیا۔

ابھی میں نوکنڈی پہنچا ہی تھا اور کام شروع کئے ہوئے تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا کہ ہندوستان کی تقسیم ہوگئی حضور اس وقت رتن باغ لاہور آچکے تھے۔ میرے خاندان کا کوئی علم نہ تھا کہ کہاں رہ گیا ہے۔ ہمارا گاؤں انڈیا میں تھا اور بارڈر کے قریب تھا۔ جب میں رتن باغ لاہور میں حضور سے ملا تو مجھے ارشاد ہوا کہ کل صبح ملٹری کے دوٹرک بھجوا رہا ہوں تم ان کے ساتھ قادیان چلے جاؤ وہاں ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ اور تا حکم ثانی وہاں ہی حفاظت مرکز کا کام کرنا ہے۔ اس دوران قادیان کی ساری احمدی آبادی ہجرت کر گئی۔ مجھے خدا کے فضل سے حضور نے درویشان قادیان میں رہ کر خدمت کا حکم فرمایا اور یوں میں درویشان قادیان میں شامل ہوگیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

شروع درویشی میں میری ڈیوٹی ہسپتال میں لگی اس عرصہ میں منشی محمد دین صاحب واصلباقی نویس صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سخت بیمار ہوگئے اور میری ڈیوٹی رات دن ان کی تیمارداری کے لئے لگ گئی۔ یہ میرے طالب علمی کے زمانہ کے سپرنٹنڈنٹ حضرت صوفی غلام احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے والد محترم بھی تھے۔ کئی ہفتے تک مجھے دن رات ان کے پاس رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بہت ہی پیارے اور دعا گو بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کے کئی واقعات بتایا کرتے تھے۔ ایک واقعہ ایسا ایمان افروز اُنہوں نے مجھے سنایا جو دلوں میں ایک روحانی جلا پیدا کرنے والا ہے اس لئے بیان کر دیتا ہوں۔

حضرت منشی صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں شروع شروع میں قادیان آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں بعد نماز مغرب تشریف رکھتے تھے اور خدام حضور کو دبانے کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ میں نے بھی حضور کو دبانے کی سعادت حاصل کی اور ایک دن پیچھے سے حضور کے کندھوں اور ہاتھوں کو دبا رہا تھا۔ سامنے حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور دوسرے بڑے بڑے صحابہ تشریف فرما تھے۔ مجھے خیال آیا کہ محمد دین اتنے بڑے بڑے عالم فاضل صحابہ بیٹھے ہیں تو ایک معمولی پڑھا لکھا پٹواری ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ سے کیا فیض حاصل کرے گا۔ (منشی صاحب جب روایت کا یہ حصہ بیان کرتے تھے تو ان کا چہرہ کھل جاتا تھا) تو اچانک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صحابہ سے سلسلہ کلام بند کرکے مُڑ کر میری طرف دیکھا اور فرمانے لگے منشی محمد دین وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اللہ تعالیٰ خود ہی تم کو علم عطا فرمائے گا۔

بیماری میں بھی جب گفتگو کرتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حدیث وقرآن اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا کوئی جیّد عالم گفتگو کر رہا ہے۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ اُن کی وفات تک میں ان کے پاس ہی رات دن رہا۔ اور اس عاشق مسیح موعود علیہ السلام کا آخری وقت میری گود میں آیا جب آخری چمچہ پانی کا ان کے منہ میں ڈالا تو ان کا سر میری گود میں تھا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

درویشان پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ بڑا احسان تھا کہ حضور نے تقریباً 15-20 صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو درویشان میں شامل فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہر صحابی ہمارے لئے ایک رحمتِ عظمیٰ رہا۔ مجھے ان میں سے تین صحابہ کی خدمت کا خاص طور پر موقع ملا۔ اور تینوں جیّد صحابی مسلمانوں، سکھوں اور ہندوؤں سے احمدیت میں داخل ہوئے تھے۔ حضرت منشی محمد دین صاحب واصلباقی نویس مسلمانوں میں سے تھے۔ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب سکھوں میں سے احمدی ہوئے تھے اور حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ہندوؤں میں سے احمدی ہوئے تھے۔ گویا زمانہ درویشی میں اللہ تعالیٰ نے احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے مسلمانوں، سکھوں اور ہندوؤں سے آئے ہوئے بزرگ صحابہ کو بھارت کی سرزمین کے سامنے بطور حجت کے تینوں قوموں کے لئے منتخب فرمایا۔

زمانہ درویشی کے آغاز میں سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق ہم نوجوانوں کو دینی تعلیم اور سلسلہ کے متعلق واقفیت شروع کروائی گئی۔ کیونکہ حفاظت مرکز کے لئے ہم درویشوں کی اکثریت نوجوانوں کی تھی۔ تقسیم کے بعد جب جماعت احمدیہ سکڑ کر قادیان تک محدود ہوگئی اور پھر چاروں طرف سے مخالفت شروع ہوئی تو ہم محلہ احمدیہ یعنی مسجد

مبارک اور مسجد اقصیٰ کے اردگرد اکٹھے ہونے پر مجبور ہوگئے۔ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کوشش کے بعد حکومت ہند نے صرف چند سو احمدیوں کو مسجد اقصیٰ، مسجد مبارک، بہشتی مقبرہ کے اردگرد ٹھہرنے کی اجازت دی۔ اور ہندوستان کی حکومت کی طرف سے ملٹری کی ایک کمپنی تعینات کردی گئی جو غالباً ایک دو سال تک رہی۔ اس کے بعد سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سلسلہ کے بعض جیّد صحابہ مثلاً بھائی عبد الرحیم صاحب، حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب اور بعض اور صحابہ کو قادیان میں مستقل رہائش کے لئے بھجوایا۔

درویشی دور کے شروع میں ہی مجھے حضرت مرزا وسیم احمد صاحب سے قرب کی سعادت نصیب ہوئی۔ خاندان کے ہر فرد میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت ہونے کی وجہ سے ایک خاص کشش رکھی ہے۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب مرحوم ہم درویشان قادیان کے لئے ایک بہترین نمونہ تھے۔ ہر درویش بلکہ بھارت کی احمدی جماعتوں کا ہر فرد یہ سمجھتا تھا کہ حضرت میاں صاحب ان سے خاص محبت رکھتے ہیں۔ یہ مقام کسی کو یونہی نہیں حاصل ہوجاتا۔ جب تک ایسا وجود اپنے خلق عظیم کی وجہ سے ہر ایک دل میں احترام اور محبت نہ پیدا کردے۔ چنانچہ درویشی دور کے ابتدا میں حضرت میاں صاحب نے اس درویش کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔ پہلے ایک استاد ہونے کی وجہ سے دینی تعلیم سے روشناس کروایا اور پھر لکھنؤ یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم کے لئے اپنے ہمراہ لے گئے۔ وگرنہ میرے جیسے ایک دیہاتی اور بالکل نئے احمدی کے لئے کہاں ایسا موقع میسر آسکتا تھا۔ چنانچہ لکھنؤ میں اس عاجز نے بھی حضرت میاں صاحب کے ہمراہ مکرم سیٹھ خیرالدین صاحب کے یہاں قیام کیا۔ محترم سیٹھ صاحب ہمارے ایک درویش چوہدری سعید احمد صاحب بی اے آنرس کے خسر تھے اور بہت ہی محبت کرنے والے مہمان نواز تھے۔ اس عرصہ میں مجھے حضرت میاں صاحب مرحوم کے اخلاق فاضلہ کا تجربہ ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان رہا کہ اس مقدس وجود کی محبت اور اطاعت کا موقع ملا اور مجھے اس خاندان کے قرب میں ایک روحانی لطف اور سرور حاصل رہا۔

ہم لکھنؤ یونیورسٹی میں تعلیم کے لئے سائیکل پر جایا کرتے تھے۔ یہ باتیں بظاہر معمولی ہیں مگر ان اخلاق کا ہمیشہ کے لئے مجھ پر اثر رہا۔ اگر ایک دن میں سائیکل چلاتا تھا تو دوسرے دن حضرت میاں صاحب اصرار کرتے تھے کہ آج میری باری ہے۔ میں بہت کوشش کرتا تھا کہ حضرت میاں صاحب کو تکلیف نہ دوں مگر وہ کسی صورت میں بھی نہیں مانتے تھے۔ حالانکہ میں تو اپنے آپ کو ان کا ادنیٰ خادم سمجھتا تھا۔ یہی صورت سائیکل کو دوسری منزل پر لے جانے کی رہتی تھی۔ حضرت میاں صاحب تو اس زمانہ کے حکم وعدل کے پوتے تھے اور میں اس مقدس خاندان کا ایک ادنیٰ خادم تھا۔ مگر قربان جاؤں اس پیارے وجود پر کہ انہوں نے مجھے ذرا بھر بھی احساس نہ ہونے دیا۔ مجھے یاد ہے کہ اگر ہمارے مہمان نواز کی طرف سے کھانے یا کسی رنگ میں امتیاز کرنے کی کوشش کی گئی تو حضرت میاں صاحب نے اس خادم کے جذبات کی خاطر سخت ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

لکھنؤ سے امتحان دے کر واپس آیا تھا کہ حضور نے جنوبی ہند میں تبلیغ کے لئے مجھے بمبئی بھجوادیا۔ بمبئی میں اس وقت میرے بہت ہی شفیق اور مہربان بھائی مولانا حکیم محمد دین صاحب ممبئی مشن کے انچارج تھے۔ ایک دیہاتی کم علم اور دینی ماحول سے نابلد پولیس کا ایک معمولی ملازم سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی شفقت کے نتیجہ میں فاضل مبلغ بن کر میدان تبلیغ میں آگیا۔

مجھے بمبئی سے ہبلی جانا تھا۔ ہبلی میسور اسٹیٹ کا ایک بڑا شہر تھا آج کل یہ صوبہ کرناٹک کہلاتا ہے۔ ہبلی میں مسلمانوں کی آبادی کافی تھی۔ میں نے اس شہر کی جامع مسجد کے پاس ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا۔ مجھے ایک شخص محترم حکیم عبدالرحمٰن صاحب سے تعارف حاصل ہوا جن کا اسی سڑک پر دواخانہ تھا۔ مجھے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد موصول ہوا کہ شروع شروع میں مخالفت ہرگز نہیں بڑھنے دینا اور خاموشی سے اگر کوئی سعید فطرت انسان مل جائے تو اسے تبلیغ کرنا۔ حکیم صاحب کا دواخانہ میرے لئے ایک اچھا اڈہ ثابت ہوا۔ حکیم صاحب اچھی فطرت کے مالک تھے مگر جماعت کے متعلق منفی اثرات سے متاثر تھے۔ میں کئی ماہ تک صرف ان کو سنتا رہا اور ان کے ذریعہ اور ان کی دوستی کی وجہ سے یہ فائدہ ہوا کہ انہوں نے کچھ متاثر لوگوں کو اکٹھے کرکے مجھے درسِ قرآن دینے کے لئے کہا۔ ابھی تک حکیم صاحب کو میرے بارے میں کچھ علم نہ تھا وہ یہی سمجھتے تھے کہ مَیں کاروبار کے سلسلہ میں یہاں آیا ہوں۔

محترم حکیم صاحب کے دواخانہ میں ہی ایک انتہائی سعید فطرت اور سلیم الطبع شخص سید عبدالرزاق صاحب بھی آیا کرتے تھے۔ میں نے ان کو علیحدگی میں تبلیغ کرنی شروع کی اور وہ بیعت کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ لیکن میری اس بات سے متفق ہوگئے کہ فی الحال اس کا اظہار نہ کیا جائے۔ اور پھر ہم نے ان کے مکان کے چوبارہ میں اکٹھے نمازیں پڑھنی شروع کردیں۔ گویا مجھے ایک ساتھی مل گیا۔ ان حالات کی اطلاع میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو براہِ راست دیتا رہا اور حضور میرے لئے دعا کرتے رہے اور ہدایات سے نوازتے رہے مگر ہر دفعہ مجھے تاکید تھی کہ شور نہیں کرنا اور عام پبلک اور غیر متعلق افراد کے سامنے اپنا نظریہ پیش کرنے سے اجتناب کرتے رہنا اور جتنا عرصہ مخالفت سے بچتے رہو گے اس عرصہ میں تم اپنے پیر جماسکو گے۔ محترم سید عبدالرزاق صاحب بڑے ہی مخلص، دیندار اور تہجد گزار دوست تھے۔ ان کے ساتھ ان کی اہلیہ ایک لڑکے اور تین لڑکیوں نے بھی بیعت کرلی۔ اس کے بعد محترم حکیم صاحب منڈاسگر، مکرم افضل خان صاحب اور کئی دوسرے دوستوں نے بیعت کرلی اور خدا کے فضل سے ایک اچھی خاصی جماعت بن گئی۔ مگر آپ حیران ہوں گے کہ پیغامیوں یعنی لاہوری جماعت سے بہت کم لوگ جماعت میں آئے۔ اس کے بعد ان میں سے بعض دوست جلسہ سالانہ قادیان بھی مع اہل وعیال جاتے رہے کیونکہ ان میں سے تین چار دوستوں کو ریلوے پاس ملتے تھے۔

اسی دوران خدا تعالیٰ نے اس علاقہ کے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر میں تبلیغ کا رستہ کھول دیا۔ ہوا یوں کہ ہبلی میں ایک آریہ سماجی پرچارک رام چند مولوی فاضل پنجاب یا دہلی سے آیا۔ اس نے ہبلی کے ہر محلہ میں جلسے کرکے قرآن کریم پر اعتراضات کئے اور جواب کے لئے مسلمانوں کو چیلنج دیا۔ پنڈت جی کا ایک جلسہ ہمارے مشن ہاؤس کے پاس ہونا قرار پایا۔ یہ موقع غنیمت تھا۔ ہم جماعت کے سب دوست جلسہ شروع ہونے سے پہلے ہی ان کے سٹیج کے سامنے کرسیوں پر جابیٹھے۔ پنڈت جی کو ہمارا علم نہ تھا۔ اُنہوں نے حسبِ سابق پہلا اعتراض یہ کیا کہ اسلام کے خدا نے انسانوں کو صرف جہنم بھڑکانے کے لئے بنایا ہے اور سورۃ سجدہ کی یہ آیت پیش کی:

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○

اور چیلنج کیا کہ اگر میں نے غلط حوالہ دیا ہے تو اگر کوئی مسلمان جواب دینا چاہے تو دے دے۔ اور دوسرا اعتراض یہ ہے کہ وہ مذہب ہی کامل ہوسکتا ہے جو انسان کو مادہ اور روح کے متعلق رہنمائی کرسکے۔ مگر اسلام نے اس معاملہ میں سائل کو مطمئن کیا کرنا ہے یہ جواب دیتا ہے کہ رُوح خدا کے حکم سے ہے اس سے زیادہ تمہیں کوئی علم نہیں دیا جائے گا۔ چنانچہ اس نے قرآن کریم کی آیت پیش کی وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○ جونہی پنڈت جی نے پھر اعلان کیا کہ ہے کوئی مسلمان جواب دینے والا تو خاکسار اُٹھ کھڑا ہوا کہ پنڈت جی ہم آپ کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ پنڈت جی نے اپنے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ ان میں سے بعض آریہ سماجی میرے پاس آتے رہتے تھے۔ انہوں نے بتلایا کہ یہ احمدی مبلغ ہے قادیان سے آیا ہے۔ پنڈت جی حواس باختہ ہوگئے اور کہنے لگے کہ صاحبِ صدر سے مشورہ کے بعد آپ کو اطلاع دیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ پنڈت جی اگر آپ کسی کو کھانے کی دعوت دیں اور جب وہ آپ کے دروازہ میں آجائے تو اس کو یہ جواب دیں کہ میں اپنی بیوی کو پوچھ لوں کہ مہمان کو اندر لے آؤں یا نہیں تو آپ کے اخلاق کے متعلق مہمان پر کیا اثر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور فضل دیکھیں کہ خود آریہ سماجی ہندو نوجوان پنڈت جی پر زور دینے لگے کہ اب آپ ان کو جواب کا موقع دیں۔ پنڈت جی بھلا کہاں مانتے تھے۔ آخر صورتِ حال یہ بن گئی کہ اُن آریہ سماجی ہندو نوجوانوں نے پنڈت جی سے کہا کہ یا جواب کا موقع دیں ورنہ ہم جلسہ نہیں ہونے دیں گے اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس شور وغوغہ سے جلسہ بند ہوگیا۔

دوسرے دن ہم نے شہر میں جماعت کی طرف سے ایک جلسہ کیا جس میں کثرت سے ہندو اور مسلمان آئے۔ ہم نے پنڈت جی کے سارے اعتراضات کے جوابات دیئے۔ خاکسار نے خدا کے فضل سے مسلسل چار گھنٹے تقریر کی۔ ان حالات کا مکرم قاضی امیر الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر دھارواڑ کو جب علم ہوا تو وہ ایک دن ہمارے دفتر میں آگئے۔ بہت ہی خاموش طبع چہرے پر خوبصورت داڑھی اور صوم وصلوٰۃ کے پابند۔ میرے پاس کافی دیر بیٹھے رہے اور بڑی عاجزی سے کہنے لگے اگر آپ روزانہ وقت نکال کر میرے غریب خانہ میں تشریف لایا کریں تو میں اور میرے بچے آپ سے قرآن کریم پڑھنے کے علاوہ دینی معلومات بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہبلی سے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر تک روزانہ لوکل ٹرین جاتی تھی۔ چنانچہ ہفتہ میں چار پانچ دن میرا وہاں جانا شروع ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ محترم قاضی صاحب کو اجرِ عظیم دے کہ اُنہوں نے ایک کالج میں مسلمان لڑکوں کو اکٹھا کرکے مجھ سے دینی تعلیم کا سلسلہ شروع کروادیا۔ قاضی صاحب ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے۔ یہ ایک جج کے طور پر کام کررہے تھے۔ ان کی گفتگو کا طریقہ بالکل عدالتی تھا۔ ایک اعتراض کردیتے اور میں جو جواب دیتا تھا لکھتے جاتے تھے۔ پھر اس جواب پر جو اعتراضات ہوتے تھے اس کا جواب بھی لکھتے جاتے تھے اور کئی ماہ بلکہ ایک سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ نہ

سنو اور اطاعت کرو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:
’’تمہارے لئے سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔ تنگدستی میں، خوشحالی میں، خوشی میں، ناخوشی میں، حق تلفی میں بھی اور ترجیحی سلوک میں بھی۔ غرض ہر حال میں اطاعت فرض ہے۔‘‘
(مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء حدیث نمبر 3419)

طالبِ دُعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب، ننگل باغبان۔ قادیان

ارشاد حضرت امیر المومنین

اگر اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے خرچ کیا جائے تو اس سے جہاں گھروں کے سکون قائم ہوں گے، بچوں کی تربیت بہتر رنگ میں ہوگی وہاں آمد میں بھی برکت پڑے گی اور اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کرنے کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی۔
(فرمودہ 5/نومبر 2010ء)

طالبِ دُعا: سید عبید السلام صاحب مرحوم اینڈ سنز سونگڑہ اُڈیشہ

ان کو جلدی تھی نہ میں نے کبھی بیعت کے لئے ان کو کہا۔ انہوں نے دورانِ گفتگو محسوس کیا کہ میری انگلش ابھی کمزور ہے تو انہوں نے فیس اپنی طرف سے داخل کر کے مجھے ایک لوکل کالج میں ایف اے میں داخل کروادیا کہ آپ انگلش پیریڈ ضرور اٹینڈ کیا کریں۔ ان کے ساتھ گویا ایک بزرگوں والے مراسم پیدا ہوگئے۔ اور پھر وہ وقت بھی آگیا کہ انہوں نے بیعت کے لئے یہ شرط رکھ دی کہ میں دوسرے مولویوں کو بھی بلاؤں گا۔ دونوں طرف کی گفتگو سن کر فیصلہ کروں گا مگر میں اس کے لئے کوئی پبلک مناظرہ نہیں چاہتا۔

اشتہار کے ذریعہ غیر احمدی مولویوں کو گفتگو کے لئے دعوت دی گئی۔ سونگڑہ کے ایک مولوی محمد اسماعیل صاحب نے اس شرط پر آمادگی ظاہر کی کہ قاضی صاحب مدراس آجائیں۔ مدراس ہبلی سے سات آٹھ گھنٹہ کا راستہ تھا۔ مدراس کی جماعت نے اسے اپنی سعادت سمجھی۔ جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو حضور نے تمام مرکزی مبلغین یعنی مکرم مولوی سلیم صاحب، مکرم مولوی بشیر احمد صاحب، مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی، مکرم مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری، مکرم حکیم محمد دین صاحب کو میری مدد کے لئے فوری طور پر مدراس پہنچنے کا ارشاد فرمایا۔ وقتِ مقررہ پر میں محترم قاضی صاحب کو لیکر مدراس پہنچ گیا۔ وہاں جماعت کے پریذیڈینٹ محترم علی محمد دین صاحب کے ہاں باہمی گفتگو کی جگہ مقرر ہوگئی۔ اس وقت غیر احمدی مولوی صاحب بمع اپنے مدراس کے دوستوں کے آتے تھے مگر یہ یاد نہیں رہا کہ ہمارے ساتھ کھانا کھاتے تھے یا نہیں۔ اغلب خیال یہی ہے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھایا۔ دو دن بحث ہوتی رہی مگر اس بحث کا طریقہ اور تھا۔ محترم قاضی صاحب الگ کاغذ پنسل لیکر بیٹھ گئے اور پہلے ہمارے مبلغ کو قرآن اور حدیث سے دلائل دینے کو کہا۔ ہماری طرف سے مولانا محمد سلیم صاحب گفتگو کرتے تھے۔ ان کا پورا بیان قاضی صاحب لکھتے جاتے تھے۔ اس دوران دوسرے فریق کو مداخلت کی اجازت نہ تھی بلکہ اپنی سروس کے لحاظ سے ایک جج کی حیثیت سے سُنتے اور لکھتے رہتے تھے۔ مقررہ وقت کے بعد مولوی محمد اسماعیل صاحب کو جواب کا موقع دیا جاتا۔

قاضی صاحب نے پہلے حیات وفاتِ مسیح کا مسئلہ لیا اور پھر مسئلہ ختم نبوت پر دونوں کے دلائل سنے مجھے یاد پڑتا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب نے کوشش کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا عنوان پہلے رکھا جائے مگر قاضی صاحب نے جواب دیا جب یہ دو اہم مسائل حل ہوجائیں گے تو اس کے بعد مرزا صاحب کی صداقت اور عدمِ صداقت خود ہی سامنے آجائے گی۔ دو دن قاضی صاحب دونوں طرف کے دلائل سنتے رہے۔ اور قاضی صاحب نے ایک جج کی طرح اہم نکات کو تحریر کرلیا اور مولوی اسماعیل صاحب کو رخصت کردیا کہ میں ان تمام معاملات پر غور کر کے فیصلہ صبح سنادوں گا۔ سارے مبلغین بظاہر سو گئے اور میں بھی قاضی صاحب کے قریب لیٹ گیا مگر نیند کس کو آتی تھی۔ مولانا محمد سلیم صاحب کی جب آنکھ کھلتی تو مجھے پکار کر پنجابی میں دریافت کرتے کہ تیرے قاضی صاحب نے ابھی فیصلہ کیا یا نہیں۔ کیونکہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس بحث کو بہت اہمیت دی تھی۔ ساری رات قاضی صاحب نہیں سوئے۔ کئی ورق دلائل اور جوابات کے قاضی صاحب نے لکھے تھے۔ اس کے بعد صبح چار بجے کے قریب میں جوان کے قریب میں لیٹا ہوا تھا، قاضی صاحب نے آہستہ سے مجھے جگایا اور کہنے لگے مولوی صاحب اُٹھیں مَیں نے ابھی بیعت کرنی ہے۔ تمام مبلغین خوشی سے اُچھل کر قاضی صاحب کے اردگرد جمع ہوگئے اور قاضی صاحب سے معانقہ کرتے اور مبارک باد دیتے۔ مدراس کے احمدی بھی رات بھر صدر صاحب کے گھر پڑے ہوئے تھے۔ اور اس وقت صبح کی اذان سے قبل ان کے گھر میں شادی سے زیادہ رونق ہوگئی۔ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت بذریعہ تار اطلاع دی گئی کیونکہ اس وقت پاکستان کے ساتھ رابطہ صرف تار ہی تھا۔ اس کے بعد شاید مکرم مولوی سلیم صاحب نے حضور رضی اللہ عنہ کو اس کاروائی کی تفصیل لکھی جس پر حضور رضی اللہ عنہ نے سب مربیان کو خوشنودی کا جواب لکھا اور خاکسار کو خاص طور پر مبارک باد دی۔

ہبلی سے میرا تبادلہ بنگلور ہوگیا جہاں میرے ساتھ محترم بی ایم عبد الرحیم صاحب صدر جماعت اور ان کے بھائی محترم بی ایم بشیر احمد صاحب کے خاندان نے بہت ہی تعاون کیا۔

ایک دن میں اور برادرم محمد صبغۃ اللہ صاحب مرحوم بازار سے گزر رہے تھے تو برادرم صبغۃ اللہ صاحب نے مجھے روکا اور سامنے والی کتابوں کی دوکان پر مجھے لے گئے۔ وہاں ایک شخص پادریوں والا لباس پہن کر کھڑا تھا۔ محترم صبغۃ اللہ صاحب نے میرا اِن سے تعارف کروایا کہ یہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے لڑکے ہیں۔ اور ان کو کہا کہ یہ ہمارے سلسلہ کے مبلغ ہیں جو کہ آپ کے ابّا کے شہر بٹالہ کے قریب کے رہنے والے ہیں۔ یہ شخص مجھے دیکھ کر گھبرایا مگر میں نے اس سے ہاتھ ملا کر ابھی گفتگو شروع ہی کی تھی تو اس کے منہ سے جو بے ربط جملہ نکلا یہ تھا کہ میرا ایک لڑکا ملٹری میں کیپٹن ہے اور میری بیوی انگریز ہے۔ اور یہ کہہ کر فوراً دوکان سے اُتر کر چلا گیا۔

بنگلور کے بعد 1960 میں میرا تقرر حیدرآباد دکن میں ہوگیا اور حضرت سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی رحمہ اللہ نے مجھے اپنے والد صاحب مرحوم کی طرف سے یہاں سے ہی حج بدل کے لئے بھجوایا۔

اس دوران میں ایک اہم واقعہ مناظرہ یادگیر کا پیش آیا۔ انتظام اور شرائط وغیرہ طے کرنے کا کام مرکز کی طرف سے میرے سپرد ہوا۔ اس کے لئے مجھے بار بار یادگیر آنا جانا اور رہنا پڑا۔ تقریباً ایک ماہ کی گفتگو اور بحث ومباحثہ کے بعد شرائط طے ہوسکیں۔

یہ مناظرہ بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔ ویسے تو ہر فریق اپنی کامیابی کا دعویدار ہوتا ہے مگر میں اس مناظرہ کے متعلق صرف یہی عرض کروں گا کہ اگر مل جائے تو ضرور بغور پڑھیں اور اپنے زیر تبلیغ افراد کو بھی دیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولوی محمد سلیم صاحب فاضل کو تحریر اور تقریر میں ایک خاص ملکہ عطا فرمایا تھا اور مرحوم ماحول پر چھا جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو نوازے اور جنت میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

1964ء کے آخر کی بات ہے ابھی مناظرہ یادگیر ہوہی رہا تھا کہ مرکز سے مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ کی وفات کی افسوسناک اطلاع ملی۔ برکات احمد صاحب، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جیّد صحابی، صاحبِ کشف و الہام بزرگ مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے صاحبزادے تھے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نمائندہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سفارش پر مجھے امور عامہ کا چارج سنبھالنے کا ارشاد موصول ہوا۔ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مجھے نائب ناظر امور عامہ مقرر فرمایا اور بعد میں ایڈیشنل ناظر امور عامہ کے طور پر نظارت کا پورا کام میرے سپرد ہوا۔

ستمبر 1965ء میں دونوں ممالک کی جنگ شروع ہوگئی اور حالات مخدوش ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان مخدوش حالات میں اس عاجز کو خدمت کا موقع ملا۔ اسی دوران ایک سال کے لئے بطور قائم مقام ناظر بیت المال آمد کام کرنے کی توفیق ملی۔’’

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24 دسمبر 2013ء کو لندن میں والد صاحب کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کے درجات کو بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین۔
ابا جی کے بارہ میں ذیل میں ایک نظم پیش ہے۔

☆☆☆

میرے ابّا گوہرِ نایاب تھے، ڈھونڈوں کہاں
چودھویں کی رات کا مہتاب تھے، ڈھونڈوں کہاں
سال یہ کیسے گزارا ، کچھ نہ پوچھو ساتھیو
باغِ اُلفت کا گلِ شاداب تھے، ڈھونڈوں کہاں
زندگی اِک کوچۂ تاریک ہے اُن کے بغیر
روشنی کا ، نُور کا سیلاب تھے، ڈھونڈوں کہاں
تھے زباں کے نرم خُو اور دل تھا اُن کا مہرباں
تھے بہت ہی قیمتی، کمیاب تھے، ڈھونڈوں کہاں
ابّا جی کے دم سے ہی قائم تھیں گھر کی رونقیں
میرے جیون کا وہ پہلا باب تھے، ڈھونڈوں کہاں
اِک برس کے بعد بھی نیلو اُنہیں بھُولی نہیں
دل کے ٹوٹے ساز کا مضراب تھے، ڈھونڈوں کہاں

☆☆☆

M/S NAIEM GARMENTS
QILLA BAZAR, POONCH. (J&K)
Deals in : Ladies Suits,
Gents Wear &Baby Suits etc.
Prop. MOHAMMAD SHER
Mob.09596748256,9086224927

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

نیو اشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

میری دلی خواہش ہے کہ احباب جماعت مستقل اپنی اصلاح کرنے والے ہوں۔ اور تقویٰ کے بلند مراتب حاصل کرتے چلے جائیں۔ اور دوسرے لوگوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ہوں۔ دوسرے لوگوں سے نرمی سے پیش آئیں

اپنے تقوای کے معیار بلند کرنے کی کوشش کریں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی بیان کیا ہے سو یہ جلسہ آپ میں شرافت، نرمی، عاجزی پیدا کرنے والا ہو۔ خدا تعالیٰ سے قریبی تعلق پیدا کریں۔ ہماری پیدائش کا مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت ہے نماز خدا تعالیٰ کی عبادت کا سب سے اچھا ذریعہ ہے۔ ہر احمدی پنجوقتہ نماز کا پابند ہونا چاہئے

مَیں آپ کو تلقین کرتا ہوں کہ میرے خطبات جمعہ اور دیگر خطابات کو باقاعدگی سے سنا کریں۔ اس سے آپ کا خلافت سے مضبوط تعلق قائم ہوگا آج اسلام کی نشاۃ ثانیہ صرف اور صرف خلافت کے نظام سے چمٹنے سے ہی ممکن ہے

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے 45ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے 45ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد مورخہ 26، 27، 28 ستمبر 2014 بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار تنزانیہ کے دارالحکومت دارالسلام میں Kitonga کے مقام پر ہوا۔ جلسہ کی تفصیلی رپورٹ اخبار الفضل انٹرنیشنل مورخہ 13 فروری 2015 شمارہ نمبر 7 میں شامل اشاعت ہے۔

رپورٹ کے مطابق جلسہ سے ایک ہفتہ قبل الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں جلسہ سالانہ کے انعقاد کے بارے میں خبر شائع کی گئی۔ اس سلسلہ میں جلسہ سے دو روز قبل ایک پریس کانفرنس ہوئی جس میں 17 الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندوں نے شرکت کی۔ تینوں دن جماعتی روایات کے مطابق تلاوت قرآن کریم، منظوم کلام اور پُرمغز تقاریر ہوئیں۔

اس جلسہ میں مکرم جنوری مکامبا صاحب نائب وزیر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، وزیر صحت وسوشل ویلفیئر اور نمائندہ وزیراعظم تنزانیہ قائم مقام ریجنل کمشنر صاحب ڈی سی ایلالا صاحب نے شرکت کی اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اسی طرح تنزانیہ کے سابق وزیراعظم Mr. Fredrick Tluway Sumaye صاحب نے جلسہ کیلئے اپنا پیغام بھجوایا۔ وسیع پیمانے پر جلسہ کی خبریں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ نشر کی گئیں۔

اس موقعہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت شرکائے جلسہ کیلئے اپنا خصوصی پیغام بھجوایا جو مکرم مولانا طاہر محمود چوہدری صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ تنزانیہ نے انگلش اور سواحیلی زبان میں پڑھ کر سنایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خصوصی پیغام قارئین بدر کے استفادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ اخبار بدر کی زینت بن رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

جلسہ کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خصوصی پیغام میں حضور نے فرمایا کہ مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ لوگ اپنا جلسہ سالانہ منعقد کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس کا انعقاد کامیاب بنائے اور بہت سی برکات کا موجب بنائے۔ آمین

حضور نے فرمایا کہ میری دلی خواہش ہے کہ احباب جماعت مستقل اپنی اصلاح کرنے والے ہوں۔ اور تقویٰ کے بلند مراتب حاصل کرتے چلے جائیں۔ اور دوسرے لوگوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ہوں۔ دوسرے لوگوں سے نرمی سے پیش آئیں۔ آپ کے قول آپ کے عمل سے مطابقت رکھتے ہوں۔ اس دور میں غیر احمدی کھلا اعتراف کرتے ہیں کہ احمدی صحیح اسلام کو لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں تو اس پہلو سے ہماری ذمہ داریاں کئی گنا بڑھ جاتی ہیں۔

اپنے تقوای کے معیار بلند کرنے کی کوشش کریں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی بیان کیا ہے۔ سو یہ جلسہ آپ میں شرافت، نرمی، عاجزی پیدا کرنے والا ہو۔ خدا تعالیٰ سے قریبی تعلق پیدا کریں۔ ہماری پیدائش کا مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اور نماز خدا تعالیٰ کی عبادت کا سب سے اچھا ذریعہ ہے۔ ہر احمدی پنجوقتہ نماز کا پابند ہونا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ لوگ بہت خوش قسمت ہیں کہ آپ کو زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق ملی۔ اس لئے آپ نے جو اطاعت کا عہد امام الزماں سے باندھا ہے اس پر مضبوطی سے کاربند ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اکیلا نہیں چھوڑا۔ اس نے آپ میں خلافت کی نعمت قائم کی ہے جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے 105 سال سے زائد عرصہ سے آپ میں موجود ہے۔

مَیں آپ کو تلقین کرتا ہوں کہ میرے خطبات جمعہ اور دیگر خطابات کو باقاعدگی سے سنا کریں۔ اس سے آپ کا خلافت سے مضبوط تعلق قائم ہوگا۔ آج اسلام کی نشاۃ ثانیہ صرف اور صرف خلافت کے نظام سے چمٹنے سے ہی ممکن ہے۔

میں آپ کو تبلیغ کے حوالے سے آپ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ تبلیغ کرنا ہر احمدی کا فریضہ ہے۔ جس کے لئے آپ کا اپنا عمدہ نمونہ پیش کرنا سب سے ضروری ہے۔ جب ہمارے اعمال اسلامی تعلیمات کے مطابق، ہمارے اقوال و افعال قرآن کے مطابق اور حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش کے مطابق ہوں گے تبھی آپ اسلام احمدیت کا پیغام دوسروں تک خصوصاً اپنے ملک کے لوگوں اور عموماً تمام دنیا تک پہنچا سکتے ہیں۔

☆......☆......☆

سٹڈی ابراڈ
10 Years Quality Service 2003-2013
Study Abroad
All Services free of Cost
Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.
About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years
Achievements
• NAFSA Member Association , USA.
• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.
Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh,
Phone : +91 40 49108888.
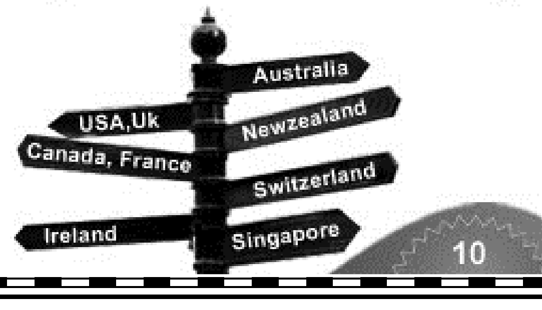

Study Abroad
10 Offices Across India
بیرون ممالک میں
اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں
CMD: Naved Saigal
Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

☆ جماعت احمدیہ صالح نگر میں مورخہ 12 فروری 2015 کو مکرم محمد انور صاحب امیر ضلع آگرہ کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم شیخ مقبول احمد صاحب مبلغ سلسلہ مین پوری نے کی۔ مکرم سردار احمد صاحب معلم صالح نگر نے نعت پیش کی۔ بعد ازاں خاکسار نے سیرت آنحضرتؐ، مکرم طارق محمود صاحب مبلغ ننگلہ گھنونے ''آنحضورؐ کا مقام ومرتبہ'' اور مکرم مقبول احمد صاحب مبلغ مین پوری نے ''آنحضورؐ کا غیروں سے حسن سلوک'' کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(فیروز احمد۔ مبلغ انچارج آگرہ، یوپی)

☆ جماعت احمدیہ ٹھلا سُکھیڑا یوپی میں مورخہ 9 جنوری 2015 کو مکرم ارشاد احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم نوشاد احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے کی۔ نظم مکرم سلمان احمد صاحب ناظم اطفال نے پڑھی بعد ازاں مکرم غلام الدین صاحب نے ''آنحضرتؐ بحیثیت داعی الی اللہ'' اور خاکسار نے مختلف تربیتی پہلوؤں پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (واحد الرحمن۔ ٹھلا سُکھیڑا)

☆ جماعت احمدیہ جھن جھن بیل میں مورخہ 4 جنوری 2015 کو مکرم رحمن صاحب کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی۔ نظم مکرم سمیر احمد صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار نے آنحضرتؐ کے حالات زندگی اور پاکیزہ اخلاق کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (بادشاہ حسین، معلم جماعت احمدیہ جھن جھن بیل)

☆ جماعت احمدیہ بھاگوتی دھارواڑ میں مورخہ 4 جنوری 2015 کو مکرم مولا صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نعت کے بعد خاکسار نے آنحضرتؐ کے حالات زندگی اور پاکیزہ اخلاق کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(عبدالرحمن معلم جماعت بھاگوتی)

☆ جماعت احمدیہ تیرتھ ضلع دھارواڑ میں مورخہ 31 جنوری 2015 کو جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم عبدالرحمن صاحب معلم بھگوتی نے کی۔ کنڑ ترجمہ مکرم عمران خان صاحب معلم سلسلہ گندی گھراڑ نے پڑھا۔ نظم مکرم محمد رفیق صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم محمد تاریخ صاحب، مکرم وسیم خان صاحب، مکرم محمد طارق صاحب اور خاکسار نے آنحضرتؐ کی پاکیزہ سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔ غیر مسلم معززین نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(مولیٰ صاحب، معلم جماعت احمدیہ تیرتھ)

☆ جماعت احمدیہ کیندلگری میں مورخہ 4 جنوری 2015 کو جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم امیر صاحب نے کی۔ نظم عزیز فخر الدین نے پڑھی۔ بعد ازاں قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور خاکسار نے آنحضرتؐ کی پاکیزہ سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ یہ اجلاس برخاست ہوا۔ (داؤد احمد، معلم جماعت احمدیہ کیندلگری)

☆ جماعت احمدیہ نندگڑھ میں مورخہ 25 جنوری 2015 کو مکرم عبدالسلام صاحب کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی۔ نعت مکرم عبدالرشید صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم سراج احمد صاحب چکوڑی نے بعنوان ''آنحضورؐ سے عشق'' تقریر کی۔ اس موقعہ پر دار التبلیغ نندگڑھ کی سنگ بنیاد کیلئے دعا کی گئی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (شیخ عمران، معلم سلسلہ جماعت احمدیہ نندگڑھ)

☆ جماعت احمدیہ چٹیالہ میں مورخہ 14 دسمبر 2014 کو جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید اور نعت رسول مقبولؐ کے بعد مکرم ولی پاشا صاحب نے ''آنحضورؐ کا بچپن'' کے موضوع پر تقریر کی۔ مکرم وزیر احمد صاحب معلم سلسلہ قاضی پیٹھ نے بعنوان ''آنحضورؐ کے بنی نوع پر احسانات'' بزبان تلگو تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں ضلع ورنگل کی چار جماعتوں نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں علاقہ کے غیر مسلم معززین کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اس جلسہ کی خبر چار مقامی اخباروں میں شائع ہوئی۔ (شبیر احمد یعقوب، امیر و مبلغ انچارج ورنگل)

☆ جماعت احمدیہ بھوبنیشور میں مورخہ 5 مارچ 2015 کو احمدیہ مسجد میں مکرم سید خالد احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بھوبنیشور کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم عزیز شیخ محمد عظمت نے کی۔ بعد ازاں مکرم منیر خان صاحب، مکرم سید تقی قادر صاحب اور خاکسار نے آنحضورؐ کی پاکیزہ سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (مظہر الحق خان، معلم بھوبنیشور، اڈیشہ)

☆ جماعت احمدیہ لکھاسر، چورو، راجستھان میں مورخہ 20 جنوری 2015 کو جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خاکسار نے آنحضورؐ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ اس موقع پر بچوں سے دینیات کا زبانی ٹیسٹ لیا گیا جسے سُن کر سبھی گاؤں والے بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے پیارے امام اور تمام مبلغین اور جماعت کا حامی و ناصر ہو آمین۔

(وحید النبی۔ معلم، لکھاسر راجستھان)

کلام الامام

''ہر احمدی خاص توجہ کرے کہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے تا کہ اللہ کے فضلوں کو سمیٹنے والا ہو، برائیوں سے بچنے والا ہو، خدا کے حکموں پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرنے والا ہو۔ اگر آپ نے ان باتوں پر عمل کرلیا تو آپ کی اولادیں محفوظ ہوجائیں گی، آپ کے گھر برکت سے بھر جائیں گے۔ آپ کی جماعت کی ترقی کی رفتار کئی گنا ہوجائے گی''۔

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

جلسہ یوم مصلح موعودؓ

☆ جماعت احمدیہ بھوبنیشور میں مورخہ 1 مارچ 2015 کو مکرم ظفر اللہ خان صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم غلام خان صاحب نے کی۔ نظم مکرم بلال صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار نے بعنوان ''حضرت مصلح موعودؓ کے کارنامے'' تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (مظہر الحق خان، معلم بھوبنیشور، اڈیشہ)

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

☆ مورخہ 23 مارچ 2015 کو احمدیہ مسلم مشن یمنانگر ہریانہ میں مکرم چودھری نذیر احمد صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم رحمن صاحب نے کی۔ نظم مکرم ارمان صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم اربیز احمد صاحب، مکرم رستم صاحب اور خاکسار نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ دوران تقاریر مکرم فیروز احمد ساگر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ کے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (اعجاز احمد ساگر، معلم یمنانگر)

☆ جماعت احمدیہ چنڈی گڑھ میں مورخہ 22 مارچ 2015 کو جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کیا گیا۔ جلسہ کے پروگرام کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درسِ قرآن کریم ہوا۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد ایک تربیتی اجلاس کیا گیا جس میں معاشرے کی برائیوں سے بچنے اور اصلاح اعمال کے موضوع پر تقاریر ہوئیں۔ بعد ازاں شہر کے مشہور پارک Rose Garden میں وقار عمل کیا گیا۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ٹھیک ساڑھے دس بجے مکرم عباس احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی زیر صدارت ہوا۔ مکرم ساجد احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ مکرم خورشید احمد صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ خاکسار نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد'' کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب و دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(شیخ سمیع الرحمن، مبلغ چنڈی گڑھ)

ضروری تصحیح

اخبار بدر مورخہ 26 فروری 2015 صفحہ نمبر 10 پر مکرم محمد عبد اللہ صاحب آف سکندر آباد کی والدہ کے ذکر خیر پر مشتمل ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کے عنوان میں سہواً بنت کی جگہ اہلیہ لکھا گیا ہے۔ اصل عنوان اس طرح ہونا چاہئے تھا ''میری پیاری والدہ محترمہ کبریٰ بیگم صاحبہ بنت محترم میراں صاحب'' احباب درستی فرمالیں ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعودؑ

RAICHURI CONSTRUCTION
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985

Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

وصایا : وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 7210: میں اعجاز مسعود ولد مکرم مسعود خان صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن بورڈنگ جامعہ احمدیہ قادیان مستقل پتہ کیرنگ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 28 اکتوبر 2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کے پاس اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: داؤد احمد ناصر العبد: اعجاز مسعود گواہ: شمیم احمد غوری

مسل نمبر 7244: میں حاشر احمد کے.وی ولد مکرم بشیر احمد کے.وی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 26 سال پیدائشی احمدی موجودہ پتہ Rd، Ayankali 13/1151-2 TC،+،MRA-159، Puthiyamadam Paramba، دارالامان، مستقل پتہ: Vanchiyoor ضلع تریوندرم صوبہ کیرالہ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 22 اکتوبر 2013 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسارہ کی اس وقت درج ذیل جائداد ہے: ساڑھے پانچ سینٹ زمین بمقام kuttikattoor خسرہ نمبر 55/6-40/3۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/7000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عفیف۔ یو.وائی العبد: حاشر احمد کے.وی گواہ: ایم محمد حسین

مسل نمبر 7245: میں تقویٰ حسین ولد مکرم ایم محمد حسین صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 16-9-1995 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: پولیس فیملی کواٹر Q-2، کونطومینٹ لین، پلایام، ضلع تریوندرم، صوبہ کیرالہ مستقل پتہ: تھوڈیل، ماتھرا، پونالور، کولم، صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 13-7-2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی فی الحال کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد سی.این العبد: تقویٰ حسین گواہ: محمد سفر اللہ سی

مسل نمبر 7246: میں حلیمہ اے.کے بنت مکرم یعقوب کے سی صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 19 سال تاریخ بیعت 30-6-2011 ساکن Arakkalar(H) ڈاکخانہ Kalpeni، Lakshdweep بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 28-11-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسارہ کی فی الوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: جلال الدین کے.کے الامۃ: حلیمہ اے.کے گواہ: نصیر احمد سی.جی

مسل نمبر 7247: میں حبوسا اے.کے زوجہ مکرم یعقوب کے.سی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 44 سال تاریخ بیعت 13-3-2011 ساکن Arakkalar(H) ڈاکخانہ Kalpeni، Lakshdweep بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 28-11-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسارہ کی فی الوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: جلال الدین کے.کے الامۃ: حبوسا اے.کے گواہ: نصیر احمد سی.جی

مسل نمبر 7248: میں ایم.یو مبارک احمد ولد مکرم پی کے عمر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 39 سال پیدائشی احمدی ساکن Hill Road (I) 7/73 ضلع مڈی کیری صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 4-8-2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/2500 درہم ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: نظر احمد ایم العبد: ایم.یو مبارک احمد گواہ: ظہیر احمد

مسل نمبر 7249: میں عبدُل سائل ولد مکرم محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 23 سال ساکن Chettiyanthodi ڈاکخانہ Allanallur صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 15-8-2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی فی الوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/1700 درہم ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: نظر احمد العبد: عبدُل سائل گواہ: عبدالنافع

مسل نمبر 7250: میں جسمینہ خاتون زوجہ مکرم عبدالستار صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 25-8-1994 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: ڈاکخانہ: شیرلا، تحصیل ساونت واڑی ضلع سندھو درگ صوبہ مہاراشٹرا، مستقل پتہ: رونی باری ڈاکخانہ نشی گنج ضلع کوچ بہار، صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1-1-2015 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت مندرجہ ذیل جائداد ہے: دو عدد کان کی بالی 22 کیریٹ اندازاً قیمت -/18600، 1 عدد کان کی بالی پرانی کسی سے خریدی ہوئی -/2500، ناک کے کو کے 6 عدد سونے کا اندازاً قیمت -/1830، ایک سیٹ پازیب چاندی -/2100 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عبدالستار الامۃ: جسمینہ خاتون گواہ: پروین سندی

مسل نمبر 7251: میں مبارکہ بشریٰ زوجہ مکرم شیخ غیاث الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 42 سال پیدائشی احمدی ساکن پٹھان محلہ ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 19-12-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 1۔ کان کا جھمکا دو عدد 5 گرام (22 کریٹ) موجودہ قیمت -/11000 روپئے۔ 2۔ چاندی کی پایل دو عدد 72 گرام موجودہ قیمت -/1550 روپئے 3۔ حق مہر -/5000 روپئے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ غیاث الدین الامۃ: مبارکہ بشریٰ گواہ: بابر خان

مسل نمبر 7252: میں منصورہ رابعہ زوجہ مکرم بابر خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 48 سال پیدائشی احمدی ساکن پٹھان محلہ ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 19-12-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/3000 روپئے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ غیاث الدین الامۃ: منصورہ رابعہ گواہ: بابر خان

مسل نمبر 7253: میں آصفہ مریم صدیقہ بنت مکرم محمد ظفر اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن موگرال ڈاکخانہ موگرال ضلع کاسرگوڑ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 3-9-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: صدیق اشرف علی الامۃ: آصفہ مریم صدیقہ گواہ: ٹی.اے.مبارک احمد

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ قادیان 2015ء

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1906ء میں ''شاخ دینیات'' کا اجراء فرمایا تھا جو بعد میں جامعہ احمدیہ کہلایا۔ اس مدرسہ کے اجراء کا مقصد علمائے دین و مبلغین تیار کرنا تھا۔ گزشتہ ایک سو نو سالوں سے اس جامعہ سے سینکڑوں علماء اور مبلغین کرام فارغ التحصیل ہو کر اندرون و بیرون ہند فریضہ تبلیغ ادا کر چکے ہیں اور الحمد للہ اب بھی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ اس سلسلہ کو جاری رکھنے کیلئے ہر سال جامعہ احمدیہ میں طلبہ کو داخل کیا جاتا ہے۔ لہٰذا داخلہ کیلئے چٹھی لکھ کر جامعہ احمدیہ سے داخلہ امتحان کا Pattern اور Model Papers منگوالیں اور اپنے علاقہ کے مبلغ یا معلم صاحب سے نصاب کے مطابق اچھی تیاری کر لیں۔ شرائط داخلہ یہ ہیں:

(1) امیدوار کم از کم میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ میٹرک میں 50 فیصد نمبرات حاصل کرنے والے طلباء کو داخلہ دیا جائے گا۔

(2) داخلہ فارم کی ہر طرح سے تکمیل کر کے 15 جولائی 2015ء تک پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان کو بذریعہ رجسٹری ڈاک پہنچادیں۔ دفتر جامعہ احمدیہ داخلہ فارم کا ہر طرح سے جائزہ لینے کے بعد امیدوار طالب علم کو قادیان آنے کی تحریری یا بذریعہ ٹیلی فون اطلاع دے گا۔ اطلاع ملنے کی صورت میں یکم اگست 2015ء تک قادیان پہنچ جائیں۔

(3) میٹرک پاس کیلئے عمر کی حد 17 سال اور +2 پاس طالب علم کیلئے 19 سال ہے۔ عمر کی حد میں حفاظ کرام کو استثنائی طور پر رعایت دی جاسکتی ہے۔

(4) داخلہ کیلئے امیدوار طلبہ کا 3 اگست 2015ء بروز پیر صبح 9 بجے جامعہ احمدیہ قادیان میں تحریری امتحان ہوگا جس میں قرآن مجید، حدیث، اسلام واحمدیت، دینی معلومات، عربی، اردو، حساب، انگریزی اور جنرل نالج وغیرہ کے مختصر سوالات دیئے جائیں گے۔ تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے طلبہ کا انٹرویو ہوگا جس میں قرآن کریم ناظرہ، اردو کی کوئی کتاب اور انگریزی اخبار پڑھوا کر سنا جائے گا، نیز دینی معلومات اور معلومات عامہ اور طالب علم کا رجحان معلوم کرنے کیلئے سوالات کئے جائیں گے۔

(5) انٹرویو میں کامیاب ہونے والے طلبہ کا نور ہسپتال میں میڈیکل چیک اپ ہوگا۔ جن امیدواروں کی میڈیکل رپورٹ تسلی بخش ہوگی انہیں جامعہ احمدیہ میں مشروط داخلہ دیا جائے گا۔ اگر اس کے بعد کبھی بھی طالب علم نے جامعہ کی تعلیم میں عدم دلچسپی یا کمزوری دکھائی یا قواعد جامعہ احمدیہ و بورڈنگ کی خلاف ورزی کا مظاہرہ کیا تو اسے جامعہ سے فارغ کر دیا جائے گا۔

(6) امراء، صدر صاحبان، مبلغین و معلمین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ اچھے اور قابل علماء و مبلغین بنانے کیلئے ذہین و قابل اور دینی خدمات کا جذبہ رکھنے والے اور نیکی کی طرف راغب طلبہ کا انتخاب کر کے انہیں داخلہ کے نصاب کی اچھی طرح تیاری کروا کر مقررہ تاریخ پر قادیان بھجوادیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

رابطہ نمبر: 01872-500102, 09646934736, 09463324783

نوٹ: داخلہ فارم میں امیدوار طالب علم اپنا ٹیلیفون نمبر یا موبائل نمبر ضرور تحریر کریں۔ نیز اپنی جماعت کے صدر صاحب کا ٹیلی فون اور موبائل نمبر بھی لکھیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

میرا چمن اس کی رضا ہے

محبت کا جو اِک پودا لگا ہے
بپا اس سے دلوں میں ولولہ ہے
مرے دل کا جو مسکن بن چکا ہے
وہی ہے جو کہ محبوبِ خدا ہے
بہت دنیا کے گلشن میں نے دیکھے
مگر میرا چمن اس کی رضا ہے
حقیقی عشق کی ہے اور لذت
جسے ہوجائے وہ ہی جانتا ہے
اسیر عشق ہوں میں جس کا مومن
مرا ہردم اسی سے واسطہ ہے

(خواجہ عبد المومن، ناروے)

ضروری اعلان
بابت تبدیلی ریسیورز برائے ایم ٹی اے

انڈیا کی جماعتوں کے امراء کرام، صدر صاحبان اور احباب جماعت کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جن جماعتی مساجد اور مشن ہاؤسز میں یا احباب جماعت کے گھروں میں KU BAND (چھوٹی ڈشوں) کے ذریعہ سے ایم ٹی اے انٹرنیشنل دیکھا جاتا ہے ان کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ KU Band کے ریسیورز میں ضروری تبدیلی کی جارہی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۞ جن جماعتوں میں DVBS ریسیورز استعمال کئے جارہے ہیں ان کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ Eutelsat کے ذریعہ ان ریسیورز پر MTA کی نشریات 31 دسمبر 2015ء تک جاری رہیں گی اور مذکورہ تاریخ کے بعد ان ریسیورز پر ایم ٹی اے کی نشریات نہیں دیکھی جاسکیں گی۔

۞ ایسی تمام جماعتیں مورخہ 31 دسمبر 2015ء کے اختتام سے قبل نئے DVBS-2 ریسیورز ضرور خرید لیں تاکہ پھر اس تاریخ کے بعد بھی بغیر کسی روک کے MTA سے استفادہ کیا جاسکے۔

۞ ایسے جماعتی مشن ہاؤسز/مساجد جہاں ابھی MTA کا انتظام کیا جانا ہے یا ایسے افراد جماعت جنہوں نے اب MTA دیکھنے کیلئے ڈش اور ریسیور خریدنے ہیں ان سب کیلئے یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ آئندہ سے DVBS-2 ریسیورز ہی خرید کر کے لگوائیں۔ (ناظر نشر و اشاعت قادیان)

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 5 ایڈیشن 2003)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیاپوری۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 16

اپنی نماز میں اور ہر ایک طور کی یادِ الٰہی میں (صرف نماز ہی نہیں بلکہ ہر ایک طور کی یادالٰہی میں) فروتنی اور عجز و نیاز اختیار کرتے ہیں۔ اور رقت اور سوز و گداز اور قلق اور کرب اور دلی جوش سے اپنے رب کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”وہ لوگ جو قرآن شریف میں غور کرتے ہیں سمجھ لیں کہ نماز میں خشوع کی حالت روحانی وجود کے لئے ایک نطفہ ہے اور نطفے کی طرح روحانی طور پر انسان کامل کے تمام اور صفات اور تمام نقش و نگار اس میں مخفی ہیں“۔ یہاں جیسا کہ میں نے کہا تھا انسانی پیدائش کے دوروں سے مثال دی ہے تو یہ اب اس کی مثال بیان ہو رہی ہے۔ جس طرح نطفہ رحم میں جا کر بچہ بن کر پیدا ہوتا ہے اور پھر ایک کامل انسان تمام خصوصیات والا بن جاتا ہے اسی طرح خشوع روحانی ترقی کے مدارج طے کرواتا ہوا روحانی لحاظ سے انسان کو مکمل کر دیتا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ اور جیسا کہ نطفہ اس وقت تک معرض خطر میں ہے جبتک رحم سے تعلق نہ پکڑے۔ یعنی اس وقت تک ضائع ہونے کا خطرہ ہے جب تک رحم میں چلا نہیں جاتا جہاں اس کی آگے اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کے مطابق بڑھوتری ہونی ہے۔ فرمایا ایسا ہی روحانی وجود کی یہ ابتدائی حالت یعنی خشوع کی حالت اس وقت تک خطرے سے خالی نہیں جب تک کہ رحیم خدا سے تعلق نہ پکڑ لے۔ یاد رہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کا فیضان بغیر توسط کسی عمل کے ہو تو وہ رحمانیت کی صفت سے ہوتا ہے جیسا کہ جو کچھ خدا نے زمین و آسمان وغیرہ انسان کے لئے بنائے یا خود انسان کو بنایا یہ سب فیض رحمانیت سے ظہور میں آیا لیکن جب کوئی فیض کسی عمل اور عبادت اور مجاہدہ اور ریاضت کے عوض میں ہو وہ رحیمیت کا فیض کہلاتا ہے۔ فرمایا کہ یہی سنت اللہ بنی آدم کے لئے جاری ہے۔ پس جبکہ انسان نماز اور یادِ الٰہی میں خشوع کی حالت اختیار کرتا ہے تب اپنے تئیں رحیمیت کے فیضان کے لئے مستعد بناتا ہے۔ سو نطفے میں اور روحانی وجود کے پہلے مرتبے میں جو حالت خشوع ہے صرف فرق یہ ہے کہ نطفہ رحم کی کشش کا محتاج ہوتا ہے اور یہ رحیم خدا کی یعنی رحیم کی کشش کی طرف احتیاج رکھتا ہے اور جیسا کہ نطفے کے لئے ممکن ہے کہ رحم کی کشش سے پہلے ہی ضائع ہو جائے ایسا ہی روحانی وجود کے پہلے مرتبے کے لئے یعنی حالت خشوع کے لئے ممکن ہے کہ وہ رحیم کی کشش اور تعلق سے پہلے ہی برباد ہو جائے۔ پس بعض جو دکھاوے کی عبادتیں ہوتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے رحیم خدا سے تعلق پیدا کرنے سے پہلے ہی برباد کر دیتی ہیں۔ یہ مثال جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے اس میں انسان کو نہیں پتا کہ رحیم خدا کی رحیمیت نے کب اس کو قبول کر کے پھل لگانا ہے۔ پس ایک مسلسل کوشش کی ضرورت ہے۔ جس طرح ظاہری طور پر پتا نہیں ہوتا کہ کب ایک fertilization ہونی ہے اور کب بچہ پیدا ہونا ہے۔ بچے نے بننا شروع ہونا ہے۔

جس طرح رحم میں جا کر نقائص کا حامل ہو جاتا ہے نطفہ ایسا ہی بعض دفعہ انسان کا ایک دفعہ کا خشوع اس کو اگر پھل لگا بھی دے گا اور یا پھل لگا دیتا ہے تو پھر اس میں بعض دفعہ خناس پیدا ہو جاتا ہے اپنی بڑائی پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ انبیاء کو قبول کر کے پھر چھوڑ دینے والوں کی حالت ہوتی ہے تو یہ بڑائی اور تکبر ہی ہوتا ہے جو پھر ان کو ان نیکیوں سے چھڑوا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق ان کا اس وقت تک رہتا ہے جب تک خدا تعالیٰ کے فرستادے سے تعلق ہے اور جہاں وہ تعلق چھوڑا وہاں ذلت کے اور گمراہی کے کنوئیں میں گر گئے۔

پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا خوف پیش نظر رہنا چاہئے اس کی رحیمیت کے حصول کے لئے کوشش رہنی چاہئے اس کے فضلوں کو طلب کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اپنی ذرا سی کوششوں اور یا ایک آدھ دعا کے قبول ہونے یا چند سچی خوابیں دیکھنے پر نازاں نہیں ہو جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ تمہاری ایک آدھ دعا کا قبول ہو جانا یا چند سچی خوابیں دیکھ لینا تمہیں فلاح پانے والوں میں شمار کر لے گا۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے اور فلاح والے اپنی عاجزی انکساری کی انتہا کو پہنچنے کے باوجود لغویات سے پرہیز کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے باوجود اپنی عصمتوں کی حفاظت کرنے کے باوجود اپنے عہدوں کو پورا کرنے کے باوجود اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے کے باوجود اپنی نمازوں کے حق ادا کرنے کے باوجود اور ان کی حفاظت کرنے کے باوجود پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اپنے فضلوں کی چادر میں ڈھانپ لے کہ اس کے بغیر ہم کچھ نہیں ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو انسان کی مسلسل کوشش جو اس کی رحیمیت کو جذب کرنے کے لئے وہ کرتا ہے کو قبولیت کا درجہ دیتا ہے یعنی رحیمیت کو جذب کرنے کی کوشش جو ہے وہ مسلسل رہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل حاصل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے انسان قبول کیا جاتا ہے اور انجام اس کا بہترین نکلتا ہے۔

پس جیسا کہ میں نے کہا ہمیں اپنے انجام کی طرف توجہ رکھنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی رحیمیت کو جذب کرتے ہوئے ہمارے ہر عمل سے وہ بچہ پیدا ہو جو ہر لحاظ سے مکمل ہو۔ ان لوگوں میں ہم شمار ہوں جو جوں جوں عبادت میں ترقی کرنے والے ہوں تو تذلل بھی ان کا بڑھتا چلا جائے۔ عاجزی اور انکساری بھی ان کی بڑھتی چلی جائے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کی عبادتوں کی خوبصورتی اور خشوع کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے فرماتے ہیں کہ میں بھی جنت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جاؤں گا تو پھر اور کسی کا صرف عمل اسے کس طرح جنت میں لے جا سکتا ہے یا اللہ تعالیٰ اس سے راضی رہ سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام باتوں کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ضمانت دی ہوئی تھی اور انہوں نے دنیا کی اصلاح کرنی تھی اسی کے لئے آئے تھے اور آپ کے عمل جیسا تو کسی کا عمل نہیں ہو سکتا وہ بھی اپنے خشوع و خضوع کو اس طرح بڑھاتے ہیں کہ نوافل میں یہ احساس ہی نہیں رہتا کہ میرے پاؤں بھی متورم ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے مسلسل عاجزی اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہے جو ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ ہر حقیقی مؤمن کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے نماز شروع کرنے اور ختم کرنے میں ایک واضح فرق ہو۔ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے اس میں کوئی اَنا یا تکبر کا حصہ تھا بھی تو نماز ختم کرتے وقت اس کا دل ان چیزوں سے پاک ہونا چاہئے۔ اسی طرح باقی عبادتیں ہیں ہر عبادت کا خاتمہ اس کے تکبر کا خاتمہ اور تذلل کا اختیار کرنا ہو۔ اپنے روزمرہ معاملات میں ایک دوسرے سے سلوک اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دل میں عاجزی کی حالت لئے ہوئے ہو۔ پس عبادتیں ہمیں جھکائے چلے جانے والی ہونی چاہئیں تا کہ خدا تعالیٰ کی رحیمیت اس کو ہر وقت تازہ اور صحت مند پھلنے پھولنے والے پھل لگاتی رہے۔ ہر دن ہمیں اپنی کمزوریوں کی نشاندہی کرواتے ہوئے خدا تعالیٰ کے فضل کو بڑھانے والا بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ استغفار کرتے رہنے والا بنائے۔ ہماری ہر نیکی اگر خدا تعالیٰ کی نظر میں نیکی ہے تو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہو۔ ہم میں سے ہر ایک ان لوگوں میں شامل ہو جائے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں فلاح پانے والے ہوں۔

☆☆☆

رہے خدا نگہبان تیرا

وجود تعویذِ جان تیرا — ہے قرب جائے اَمان تیرا
تُو جانشینِ مسیحِ دوراں — ہے وقت تیرا زمان تیرا
تُو عصرِ حاضر کا بادشاہ ہے — مکان اور لامکان تیرا
دلوں پہ ہے سلطنت تمہاری — ہے معتقد اِک جہان تیرا
ترے اشارے پہ سوئے جاگے — ہر ایک پیر و جوان تیرا
وہ دھوپ میں دے جو ٹھنڈا سایہ — وہ سر پہ ہے سائبان تیرا
جو بخت سوئے ہوئے جگا دے — اِدھر بھی ہو وہ دھیان تیرا
جو مجھ میں خوشبو رچی ہوئی ہے — دَیا ہے تیری، ہے دان تیرا
ہے امنِ دنیا کی اِک ضمانت — محبتوں کا بیان تیرا
ہے سر بسجدہ ظفرؔ دعاگو — رہے خدا نگہبان تیرا

(مبارک احمد ظفرؔ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
وَسِّعْ مَکَانَکَ   الہام حضرت مسیح موعودؑ
Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager: 09464066686
Editor : 08283058886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان — The Weekly **BADR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 64 Thursday 16 April 2015 Issue No.16

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar
Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا خوف پیش نظر رہنا چاہئے اس کی رحیمیت کے حصول کے لئے کوشش رہنی چاہئے اس کے فضلوں کو طلب کرتے رہنا چاہئے

اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اپنی ذراسی کوششوں اور یا ایک آدھ دعا کے قبول ہونے یا چند سچی خوابیں دیکھنے پر نازاں نہیں ہوجانا چاہئے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 10 اپریل 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ○الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خٰشِعُوْنَ○ یقینا مؤمن کامیاب ہو گئے۔وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنیوالے ہیں۔ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کہہ کر مؤمنوں کی کامیابی کی یقینی خوشخبری عطا فرمائی ہے لیکن کونسے مؤمن؟ ان کی بہت سی شرائط اگلی آیتوں میں بیان فرمائی ہیں کہ ان شرائط کے ساتھ زندگی گزارنے والے مؤمن ہی فلاح پانے والے ہیں اور ان شرائط میں سے یا ان اوصاف میں سے جن سے ایک مؤمن کو متصف ہونا چاہئے پہلی خصوصیت یا حالت یہ ہے کہ وہ فِیْ صَلَاتِہِمْ خٰشِعُوْنَ○ اپنی نمازوں میں خشوع دکھانے والے ہیں۔عام معنی خاشع کے یہی کئے جاتے ہیں کہ نماز میں گریہ وزاری کرنے والے لیکن اس کے اور بھی معنی ہیں اور جب تک سب معنی پورے نہ ہوں ایک مؤمن کے حقیقی معیار کی حالت پیدا نہیں ہوتی اور لغات کے مطابق یہ معنی ہیں کہ انتہائی عاجزی اختیار کرنا۔اپنے آپ کو بہت نیچے کرنا۔اپنے نفس کو مٹا دینا۔تذلل اختیار کرنا۔اپنے آپ کو کمتر بنانے کے لئے کوشش کرنا۔نظریں نیچی رکھنا۔آواز کو دھیما اور نیچا رکھنا۔

پس دیکھیں اس ایک لفظ میں ایک حقیقی مؤمن کی نماز اور عبادت کا کیسا وسیع نقشہ کھینچا گیا ہے اور جو انسان خدا تعالیٰ کے آگے اپنی عبادتوں کے یہ معیار حاصل کرنے کے لئے جھکے گا۔اپنی عاجزی کو انتہا پر پہنچانے والا ہوگا اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مٹانے والا ہو گا اور دوسری جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں ان کو اپنانے والا ہوگا تو پھر وہ جہاں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا ہوگا وہاں وہ اس طرف بھی توجہ دے گا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مخلوق کا بھی حق ادا کرنا ہے اور پھر یہ نمازیں اس کے دنیاوی معاملات سلجھانے والی بھی بن جائیں گی۔پھر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید کہ اس سے دخل ہو دارالوصال میں

کی تصویر بننے کی کوشش کرے گا اور یہ تصویر بننے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی اَنا اور نفس کی بڑائی کے چنگلوں سے آزاد ہونے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے دنیاوی معاملات بھی سلجھائے گا یا سلجھانے کی کوشش کرے گا۔اپنی نظروں کو حیاء کی وجہ سے نیچے رکھتے ہوئے صرف نماز کی حالت میں ہی نہیں بلکہ عام روزمرہ زندگی میں بھی اس پر عمل کرتے ہوئے معاشرے کی بیشمار برائیوں سے بچے گا اور بچنے کی کوشش کرے گا۔اپنی آواز کو نیچا رکھنے والا جہاں عبادت کے تعلق سے اس کا ادراک حاصل کرے گا وہاں اپنی روزمرہ معمولات میں بھی چیخنے چلانے اور لڑائی جھگڑے سے محفوظ رہے گا یا رہنے کی کوشش کرے گا۔پس کئی برائیوں کا جن کا روزانہ کے معمولات سے تعلق ہے، ایک مؤمن اپنی نمازوں اور عبادتوں کی وجہ سے خاتمہ کرلیتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسی نمازوں اور ایسے اثر اپنے پر قائم کرنیوالے جو لوگ ہیں وہ فلاح پا گئے۔ایک ترجمہ تو فلاح پانے کا کیا گیا ہے جیسا کہ آیت کا ترجمہ کیا تھا میں نے کہ کامیاب ہو گئے لیکن اس کامیابی کی بڑی وسعت ہے کہ کس طرح کامیابی حاصل کی۔لغت میں اس کے معنی ہیں آسانیاں پیدا ہونا۔کشائش ہونا خوش قسمتی کا ملنا خواہش کا پورا ہونا تحفظ ملنا اچھائی اور خوشی کا مستقل رہنا زندگی کی نعمتوں کا ملنا۔

پس نیکیاں بجالانے والے کس کس رنگ میں فائدہ اٹھانے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر نیکیاں کرتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کس کس رنگ میں ان پر فضل کرتا ہے۔یہ سب انسانی تصور سے بھی باہر ہے اور ان فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے ایک مؤمن کے لئے پہلا قدم اور انتہائی اہم قدم نمازوں میں خشوع پیدا کرنا اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ان باتوں کے حصول کے لئے عبادت کرنا رکھا ہے۔عاجزی تو بعض دنیادار بھی بعض دفعہ دکھا دیتے ہیں بلکہ صرف اگر گریہ وزاری کا سوال ہے تو بعض دنیادار ذرا ذرا سی بات پر ایسی گریہ وزاری کرتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے ایسی جگہوں پر جہاں ان کے دنیاوی مفاد متاثر ہو رہے ہوں۔وہ ذلیل ترین ہونے کو بھی تیار ہوجاتے ہیں یا عارضی طور پر جذبات کا اظہار بھی بعضوں میں سے ہوتا ہے۔بعض حالات دیکھ کر بعض لوگوں کی حالتیں دیکھ کر رحم بھی پیدا ہوجاتا ہے۔لیکن یہ سب یا تو اپنے مفادات کے لئے ہوتا ہے یا دنیا دکھاوے کے لئے یا ایک عارضی اور وقتی جذبے کے تحت۔خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے نہیں ہوتا یہ سب کچھ۔خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا تو ان ظاہری باتوں سے بہت دور ہوتا ہے۔دنیا داروں کی جذباتی حالت کے بارے میں یا ظاہری اور وقتی طور پر گریہ وزاری کا اظہار کرنے والوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ بیان فرمایا کہ ’’بہت سے ایسے فقیر میں نے بچشم خود دیکھے ہیں اور ایسا ہی بعض دوسرے لوگ بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ کسی دردناک شعر کے پڑھنے یا دردناک نظارہ دیکھنے یا دردناک قصہ کے سننے سے اس جلدی سے ان کے آنسو گرنے شروع ہوجاتے ہیں جیسا کہ بعض بادل اس قدر جلدی سے اپنے موٹے موٹے قطرے برساتے ہیں کہ باہر سونے والوں کو رات کے وقت فرصت نہیں دیتے کہ اپنا بستر بغیر تر ہونے کے اندر لے جاسکیں (یعنی جس طرح بارش ایک دم آجاتی ہے اس طرح ایک دم ان کے آنسو بہنے لگ جاتے ہیں۔پھر فرمایا) لیکن میں اپنی ذاتی شہادت سے گواہی دیتا ہوں کہ اکثر ایسے شخص میں نے بڑے مکار بلکہ دنیاداروں سے آگے بڑھے ہوئے پائے ہیں اور بعض کو میں نے ایسے خبیث طبع اور بد دیانت اور ہر پہلو سے بدمعاش پایا ہے کہ مجھے ان کی گریہ وزاری کی عادت اور خشوع وخضوع کی خصلت دیکھ کر اس بات سے کراہت آتی ہے کہ کسی مجلس میں ایسی رقت اور سوز و گداز ظاہر کروں۔‘‘

پس ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جن کے بعض نظارے دیکھ کر آنسو گرنے میں دیر نہیں لگتی لیکن یہ ایک وقتی جذبہ ہوتا ہے جب اپنے مفادات ہوں تو پھر یہ کیفیت پیدا نہیں ہوگی۔اس شخص میں کبھی یہ کیفیت پیدا نہیں ہوگی اگر ایک حالت کو ایک وقت میں دیکھے جہاں جذبات نہ ہوں اپنے اپنے مفادات نہ ہوں تو وہ کیفیت پیدا ہوسکتی ہے لیکن جب اپنے مفادات ہوں تو وہ ظلم بھی کر دیتا ہے کبھی رحم نہیں آتا کبھی کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔یا بعض اور ایسی برائیاں ہوتی ہیں جو خدا کو ناپسند ہیں یا نمازیں اور عبادتیں ہیں ان کے صرف دکھاوے کے لئے ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے یہاں یقینی فلاح کی ضمانت ان مؤمنوں کو دی ہے جو اس کی رحیمیت سے فیض پانے کی کوشش کرتے ہیں اور جس کی پہلی شرط نمازوں اور عبادتوں میں خشوع ہے اللہ تعالیٰ کی خاطر خالص ہوکر جو خشوع کیا جائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو بیان فرماتے ہوئے مؤمن کی اس حالت کو انسان کی پیدائش کے مختلف ادوار سے تشبیہہ دیتے ہوئے جو بیان فرمایا ہے اس کے صرف پہلے حصے یعنی اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خٰشِعُوْنَ○ ومیں پیش کرتا ہوں جس سے وضاحت ہوتی ہے کہ کوئی نیکی اس وقت تک نیکی نہیں رہتی نہ عبادتیں اس وقت تک مستقل بنیادوں پر عبادتیں رہتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی صفت رحمیت کے ساتھ انسان چمٹا رہنے کی کوشش نہ کرے یا اس کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے اور اپنی عبادتوں کو صرف ایک ایسی کوشش سمجھے جو اسے اللہ تعالیٰ سے چمٹائے رکھنے کا اس کے فضل سے ہی ذریعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’اول مرتبہ مؤمن کے روحانی وجود کا وہ خشوع اور رقت اور سوز وگداز کی حالت ہے جو نماز اور یاد الٰہی میں مؤمن کو میسر آتی ہے یعنی گدازش اور رقت اور فروتنی اور عجز و نیاز اور روح کا انکسار اور ایک تڑپ اور قلق اور تپش اپنے اندر پیدا کرنا۔اور ایک خوف کی حالت اپنے پر وارد کرکے خدائے عزوجل کی طرف دل کو جھکانا جیسا کہ اِس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ○ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خٰشِعُوْنَ○ یعنی وہ مومن مراد پا گئے جو

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

شعبہ نورالاسلام کے اوقات
روزانہ صبح 9 بجے سے رات 11 بجے تک جمعہ کے روز تعطیل
فون نمبر: 1800 3010 2131
اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian,
Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India. And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad